بہنوں کا اپنا رسالہ

شعاع

JANUARY 200

سالِ نو مبارک

سلیم تمکین

Aneela
PakistaniPoint

پہلی شعاع، رضیہ جمیل ۱۰
حمد، پروفیسر اسرار احمد ۱۱
نعت، زہیر کنجاہی ۱۱
نبیؐ کی باتیں، ادارہ ۱۲
حضرت سودہؓ، سلیمان ندوی ۱۷

انٹرویو

گئے سال کی یہی بات، سائرہ غلام نبی ۱۹
زیب چودھری کا گھر، شہلا نرگس ۲۴
دستک، شاہین رشید ۳۱
عیدِ قرباں اور معروف شخصیات، شہلا نرگس ۲۹۴
بچپن، فاطمہ ثریا بجیا ۳۰۱
شاعری، اصغری سرور ۲۹۱
شعاع کے ساتھ، ادارہ ۳۰۴

ناول

زندگی اک روشنی، رخسانہ نگار عدنان ۲۶۴
ریگ زارِ تمنا، ماہنامہ ۳۶

مکمل ناول

بھیگی جنوری کی شام، رخسانہ نگار عدنان ۵۸
کس کو معلوم ہے کیا، رضیہ جمیل ۱۶۴

ناولٹ

حصارِ محبت، فائزہ افتخار ۱۰۴
اے جنوں دشت ہے کہ، میمونہ خورشید ۱۴۸
اعجازِ محبت کا، ممتاز کنول ۲۴۴
محبت معتبر اپنی، کنول ریاض ۲۲۰

افسانے

کہیں کمی ہے کوئی، فائزہ چیمہ ۲۸
چاہت کے ہزار رنگ، عظمیٰ کوثر ۳۸
ذرا سی بات، نعیمہ تاثر ۹۸

جنوری 2006
جلد 20 شمارہ 5
قیمت 35 روپے

انتباہ: ماہنامہ شعاع ڈائجسٹ کے جملہ حقوق محفوظ ہیں، پبلشر کی تحریری اجازت کے بغیر
ناول، یا سلسلہ کو کسی بھی انداز سے نہ تو شائع کیا جاسکتا ہے

یوں ہوتا ہے کہ ہماری کم و بیش تمام کہانیاں اس اینڈ پر ختم ہو جاتی ہیں کہ "ہنسی خوشی رہنے لگے" فائزہ افتخار کی دسمبر ۲۰۰۵ء میں شائع ہونے والے ناولٹ "حصار محبت" میں کہانی بھی اسی موڑ پر ختم ہوئی تھی کہ گھر والوں کے حصار محبت سے نکلنے کے لیے عون نے زارا سے شادی کی کو راہ نجات جانا تھا کہ اس طرح سب کی توجہ کا مرکز زارا ہو گی مگر مصنفہ کے ذہن رسا نے آگے کی خبر دی۔ جب عون اور زارا نے نئے گھر کی بنیاد رکھی اور پھر ایک نئی کہانی ترتیب پانے لگی۔ پچھلی کہانی کے تسلسل میں یہ کہانی بھی آپ کو اسی طرح لطف دے گی جیسے آپ پچھلی کہانی سے محظوظ ہوئے تھے۔

آج کافی دنوں بعد وہ پھر وہاں آیا تھا۔

"واہ جی واہ..... دولہا راجہ نے گھر سے باہر نکلنا کیسے گوارا کر لیا آج۔" منذر نے اسے سیڑھیاں چڑھتے دیکھا تو پہلے سامنے پھیلے اخبار پر سے مٹھی بھر چلغوزے اٹھا کر دوبارہ جیب میں ٹھونسے، پھر یہ خیر مقدمی فقرہ اچھالا۔

وہ چپ چاپ، ڈھیلے ڈھالے انداز میں اس کے پاس بیٹھ گیا۔

"کیا ہوا بیوی سے لڑ کے آئے ہو کیا؟"

ناولٹ

Aneela
Pakistani Point

فائزہ افتخار

حصار محبت

"بیوی؟ کیسی بیوی۔۔۔ کس کی بیوی؟" وہ پھٹ پڑا۔

"تمہاری ذاتی بیوی۔۔۔" منذر نے اس کے طیش پر حیران ہوتے ہوئے کہا۔ "اوروں کی بیویوں سے لڑنا تمہیں زیب نہیں دیتا میرے یار۔ یہ مردانگی کے خلاف ہے۔ لڑنا ہے تو بندہ اپنی بیوی سے لڑے تاکہ بعد میں منا بھی سکے۔"

"بیوی۔۔۔ بیوی۔۔۔ بیوی۔۔۔" وہ تلملایا۔ "کسے کہتے ہیں بیوی؟ اگر اس میرون گٹھڑی کو تم بیوی کہہ رہے ہو جسے اٹھارہ بیس تولے سونا ڈال کے چھ سو باراتیوں کے ہمراہ میں لایا تھا۔۔۔ تو وہ بیوی کم از کم میری تو ہرگز نہیں۔"

"کیا بک رہے ہو۔۔۔ پہلے بتانا تھا کہ ہمارے ساتھ دھوکا ہوا ہے۔" منذر اچھل پڑا۔ "شیخ صاحب تو بڑے شریف انسان ہیں' یہ فراڈ انہوں نے کیسے کیا' چلو تھانے چلتے ہیں' رپورٹ درج کرانے۔" وہ اس کا بازو کھینچتے ہوئے اٹھانے لگا۔

"ایک دم سے فلمی سین نہ کری ایٹ کیا کرو۔" عون نے اس کا ہاتھ جھٹکا۔ "میرے کہنے کا مطلب یہ نہیں۔ میں صرف یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ وہ میرے حوالے سے میرے گھر میں آئی ضرور ہے مگر میرے لیے نہیں۔ باقی سب کے لیے آئی ہے۔ وہ کسی کی کچھ نہ کچھ لگتی ہے' صرف ایک میں ہوں جس سے اس کا کوئی رشتہ نہیں۔"

"کیوں نہیں ہے۔ بیوی ہے تمہاری۔ باقاعدہ ڈھول تاشوں' بینڈ باجوں اور چھ سو باراتیوں کے ساتھ جا کر لائے تھے اسے۔"

"ہاں اور اتنا خرچا کیا میں نے' اس لیے کیا تھا کہ میری بیوی۔۔۔ میری ذاتی بیوی۔۔۔ میری اپنی بیوی۔۔۔ بس ایک میری نہ رہے۔ دادی کی لاڈو' امی کی پیاری' پھوپھو کی دلاری' چاچی کی سہیلی' بچیوں کی بھابھی جانی اور نانو کی بہو بیگم۔۔۔ سب بن جائے' ایک عون ملک کی ڈارلنگ وائف نہ کہلائی جا سکے۔"

"پہلے تو تم نے اپنا یہ ارمان کبھی ظاہر نہیں کیا کہ تمہیں ایک عدد ڈارلنگ وائف کی ضرورت ہے۔ دادو کی لاڈو' امی کی پیاری' پھوپھو کی دلاری' چاچی کی سہیلی اور وغیرہ وغیرہ کی وغیرہ وغیرہ لانے کے لیے مرتے رہے تاکہ تمہاری جان چھوٹ جائے۔ کیا تمہاری پلاننگ تھی۔ تو کیا پلاننگ فیل ہو گئی؟"

"یہ واحد پلاننگ تھی جو کامیاب ہو گئی۔" عون نے سرد آہ بھری۔

"ورنہ پلاننگ چاہے کسی بھی قسم کی ہو' فیملی پلاننگ سے لے کر بجٹ پلاننگ تک' عموماً ناکام ہی قرار پاتی ہے۔"

"تو پھر رونا کس بات کا ہے؟"

"اسی بات کا۔۔۔ یعنی پلاننگ کامیاب ہو جانے کا۔"

"تو یوں کہو کہ تمہیں رونے کی عادت ہو گئی ہے۔ تمہارا تو وہ حساب ہے کہ روتے کیوں ہو۔۔۔؟ شکل ہی ایسی ہے۔ تو اے رونی صورت والے کم علم انسان میں تمہاری معلومات میں اضافہ کرتا چلوں کہ پلاننگ کامیاب ہو جانے' مقصد حاصل ہو جانے پہ عام طور لوگ خوش ہوا کرتے ہیں۔ یہی فطری ردِ عمل ہے۔ پہلے تمہیں پتہ نہیں تھا تو اب استفادہ حاصل کر لو معلومات سے اور ذرا سا خوش ہو کے دکھاؤ۔"

"میرے نصیبوں میں خوشی کہاں؟" اس کا منہ اور لٹک گیا۔

"اب تو سہرے کے پھول بھی کھل گئے ہیں کیا غم ہے؟"

"بس ایک سہرے کے پھول ہی کھلے ہیں' میری زندگی کے سوکھے پیڑ پہ تو ایک کونپل تک نہیں پھوٹی مجھے تو اپنے سہرے سے جیلسی فیل ہونے لگی ہے مجھ سے اچھا تو وہ رہا۔"

"مجھے تو پہلے تمہاری اس خود ساختہ مظلومیت سے اتفاق تھا نہ اب کوئی بات پلے پڑ رہی ہے۔"

"میری دکھ بھری کتھا سننے کے بعد آخر کار تم بھی میری مظلومیت اور بیچارگی پہ ایمان لے آئے تمہاری اس رنگ اڑی شرٹ کے گھسے ہوئے کالر کی

Aneela PakistaniPoint

ہو جائیں گے۔"

"کیوں؟ کیا اس کتھا کو سننے کے بعد میرے پسینے چھوٹنے والے ہیں؟"

"اوئے بے وقوف پسینے سے نہیں، آنسوؤں سے یہ گریبان تر ہوگا۔" اس نے منذر کی عقل پہ ماتم کرتے ہوئے الف سے لے کر یے تک ساری داستان سنا ڈالی۔

"تم ہی بتاؤ، کیا یہ انصاف کی بات ہے کہ میں تو دو بول محبت کے سننے کو ترستا رہ جاؤں اور سارے ماہیے، ٹپے وہ دادی کو سنا دے۔۔۔ میں دو گھڑیاں قرب کی نہ حاصل کر سکوں اور چاچی تین تین گھنٹے اسے گوڈے سے لگائے رکھیں۔ نئی نئی شادی ہے، آخر میرے بھی کچھ ارمان ہیں، اسے احساس کرنا چاہیے۔"

"اسے کیوں، احساس تمہارے گھر والوں کو کرنا چاہیے۔ بھابھی بے چاری میری طرح توجہ اور محبت کی بھوکی ہیں، تمہارے گھر والوں نے انہیں چسکہ لگا دیا ہے لاڈ پیار کا، یوں سمجھو اب انہیں لت پڑ گئی ہے۔"

"یہ چسکہ پورا کرنے کے لیے میں بھی دل و جان سے حاضر ہوں۔" عون نے چھاتی ٹھونکی۔

"اسے شاید میری صلاحیتوں پر اعتماد نہیں۔ کاش وہ ایک بار آزما کے تو دیکھے۔ میری محبت کو کسی طرح کم نہیں پائے گی۔"

"کوئی کمی تو ہوگی جو وہ اب تک متوجہ نہیں ہو رہی ورنہ نئی نئی شادی کا خمار دوسری ساری محبتوں پہ حاوی ہوتا ہے۔ مجھے تو لگتا ہے تم اپنی اکڑ میں بیٹھے ہو۔ اب تک اپنی محبت اس پہ ظاہر کرنے کی کوشش نہیں کی۔ تم ایک بار کر کے تو دیکھو، پھر دیکھو کہ وہ دادی کی لاڈو، چاچی کی دلاری، امی کی پیاری بن کے رہنا پسند کرتی ہیں یا تمہارڈ ارلنگ وائف بننا۔"

"کیا کروں میں۔۔۔ اب دادی کی طرح اس کے بالوں میں آملے کے تیل کی مالش تو نہیں کر سکتا۔ نہ ہی امی کی طرح اس کے من پسند کھانے سجا کے پیش کر سکتا ہوں۔۔۔ آخر کیسے ظاہر کروں میں اپنی محبت اس پر۔"

"اگر بھابھی تمہیں منہ نہیں لگاتیں تو بالکل صحیح کرتی ہیں، تم ہو ہی اس قابل۔" منذر نے اسے بُری طرح گھورا۔

"چار ہفتے پرانے شوہر ہو اور ایک سو فیصدی کنوارے سے بیوی پر اپنی محبت ظاہر کرنے کے طریقے پوچھ رہے ہو۔ شادی میری بھی نہیں ہوئی مگر "بارا تیں تو دیکھی ہیں" والا معاملہ ہے اور ایک تم ہو۔۔۔ لعنت ہے تمہاری سوچ پہ۔۔۔ دادیوں اور چاچیوں والی محبت بیوی سے جتانا چاہتے ہو اور اس پر یہ خواہش بھی ہے کہ وہ تم پہ نثار ہو۔"

"نہیں تو نہ سہی۔۔۔ میرا اتنا حوصلہ نہیں کہ گھنٹہ بھر بیٹھ کے تمہاری دو دو ٹکے کی باتیں سنوں، تمہیں تو موقع ملنا چاہیے میری برائیاں کرنے کا۔ میں تو دوست سمجھ کے مدد مانگنے آیا تھا۔"

"اور ہم مانگنے والوں کو در سے خالی ہاتھ جانے نہیں دیتے۔" شاہانہ لہجے میں کہتے ہوئے منذر نے جیب میں سے دو تین چلغوزے نکال کے اسے عنایت کیے۔

"بیٹھو تو سہی، علاج بھی بتلائے دیتے ہیں اس سے پہلے تشخیص کرنا ضروری تھی۔"

"اچھا۔۔۔ زیادہ اکڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کوئی حل تو پھوٹو۔۔۔" عون کو اس کا نخرے دکھانا ایک آنکھ نہ بھایا۔

"حل یہ ہے کہ تمہیں اس محل کی سیڑھیاں نیچے اتر کے بھابھی تک آنا ہوگا۔ جس محل کے سب سے

ادارہ خواتین ڈائجسٹ کی طرف سے بہنوں کے لیے عید کا تحفہ

4 خوبصورت و مقبول ناول

★ سیر خواب ریزہ ریزہ ماہنامہ 500/ ★ لاحاصل ماہنامہ 180/
★ اک دیا جلائے گھنا ماہنامہ 300/ ★ شہر دل کے دروازے ماہنامہ 250/
چاروں ناول ایک ساتھ منگوانے پر ڈاک خرچ فری

• خوبصورت سرورق • خوبصورت چھپائی • مضبوط جلد • آفسٹ پیپر

شائع ہو گئے ہیں

آج ہی قریبی بک سٹال سے حاصل فرمائیں

مکتبہ عمران ڈائجسٹ

اونچے چبوترے پہ تمہارے سارے خاندان نے تمہیں چڑھا رکھا ہے۔ بھابھی کو متاثر کرو' ان پہ اپنی ایسی ایسی خوبیاں آشکار کرو جن کے بارے میں تمہارے فرشتوں تک کو علم نہیں۔ سب سے پہلے ان کا تم سے متاثر ہونا' تمہارے قریب آنا ضروری ہے۔ اس کے بعد تم کیسے انہیں اپنی محبت کا اسیر کرتے ہو۔ یہ مرحلہ بہت آسان ہے۔"

"یہی تو میں نہیں جانتا کہ آخر دادی' امی' پھوپھو اور چاچی میں ایسی کون سی خوبیاں ہیں جو اسے مجھ میں نظر نہیں آتیں۔ پتہ چلے تو میں کچھ کروں نا۔"

"سب سے پہلے تو تم ان معزز خواتین کو اپنا رقیب سمجھنا چھوڑ دو اور دوسری پتے کی بات یہ ہے کہ بیویاں اپنے شوہروں میں ایسی زنانہ صفات دیکھنا پسند نہیں کرتیں۔ جن خوبیوں سے متاثر ہو کے وہ اپنی ساس اور دادی ساس پہ لٹو ہیں' وہی خوبیاں تم میں پا کے ہتھے سے اکھڑ بھی سکتی ہیں۔ تم ذرا خود میں "ہیرو پن" پیدا کرو۔ کوئی اسٹائل' وسٹائل' بھابھی کا فیورٹ ہیرو کون ہے؟"

"ہاں اس دن زرگل سے بات کر رہی تھی' تب میں نے سنا تھا۔ ریتھک روشن ہے اس کا فیورٹ ہیرو۔"

"اوئے ہوئے... یہ تو تو مر کے بھی نہیں بن سکتا۔ البتہ تھوڑی سی کوشش کے بعد قاضی تو قیر ضرور نظر آسکتا ہے۔"

"ہاں وہ بھی بہت پسندیدہ ہے محترمہ کا۔ ہر بار اس کے "ڈینجر زون" میں جانے کے بعد سب سے زیادہ دعائیں وہی مانگتی تھی۔ دراصل اسے میوزک سے خود بھی خاصی دلچسپی ہے۔ میں نے بتایا تھا ناں' اچھی آواز ہے' ٹھیک ٹھاک گنگنا لیتی ہے۔"

"یہ تو زبردست بات ہے' یعنی تم دو چار سُر لگا کے وہ سب کر سکتے ہو جو دادی تیل کی مالش کر کے اور خالہ جان دسترخوان سجا کے کر پاتی ہیں۔ آواز تمہاری بھی بُری نہیں' دو چار دن ریاض کرو نکھر آئے گی۔ پھر اچھے اچھے رومانٹک گانے گا کر انہیں سنانا۔ وہ موسیقی کی شیدائی ہیں' خود بھی گا لیتی ہیں پھر یقیناً" اپنے آئیڈیل میں انہوں نے ایسی ہی کوئی خوبی بھی تصور کی ہوگی۔"

"یعنی اب میں میراثی بن جاؤں؟" عون برہمان کیا۔

"کیا دقیانوسی باتیں کر رہے ہو۔ آرٹسٹ... آرٹسٹ میری جان... اب اچھی معزز فیملیز کے لڑکے لڑکیاں بھی گائیکی کو اپنا پروفیشن بنائے ہوئے ہیں یعنی ذریعۂ روزگار اور تم تو صرف اپنی محبت پانے کے لیے ایسا کرو گے۔ مرزا غالب کیا خوب کہہ گئے ہیں۔ مینوں نچ کے یار مناون دے..."

"یہ مرزا غالب نہیں' فیض احمد فیض کا شعر ہے۔" عون نے اپنے اعلیٰ ادبی ذوق کا اظہار کر کے اسے رعب میں لانا چاہا۔

"جس کا بھی ہے' مقصد تو اس کا یہی ہے کہ اپنا یار منانے کے لیے ناچنا گانا بھی پڑے تو کوئی حرج نہیں ہم بھی یہ کر گزرو۔ مگر احتیاطاً" مجھ سے بے حد جذباتی قسم کے رومانٹک گانے ضرور لکھوا جانا۔ یہ نہ ہو کہ بھابھی کو "کالر کو تھوڑا سا اوپر چڑھا کے... سگریٹ کے دھوئیں کا چھلا بنا کے" سنانے لگ جاؤ۔"

"اتنا بھی بونگا نہیں۔" وہ اس بات پہ کچھ کچھ متفق ہو ہی گیا۔

☆ ☆ ☆

"تینوں سامنے بٹھا کے شرماں...
تے ایہوای' میرا جی کردا..."

اس نے بڑے اسٹائل سے بیڈ پہ انیڈتے انگڑائیاں لیتے ہوئے تان لگائی۔ آواز میں حسب توقع لوچ اور گداز بھرا' آنکھوں میں خمار۔

ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی اپنی آنکھوں میں کاجل لگاتی زارا ٹھٹکی اور پیچھے مڑ کر بغور اسے دیکھا۔

ان چار ہفتوں یعنی لگ بھگ ایک ماہ کے دوران اس نے پہلی بار عون کو گنگناتے' ہوئے پایا تھا۔ اسے خود گنگنانے کی بڑی پرانی عادت تھی اور یہ عادت یہاں اس کے سسرال میں بھی سب کو بے حد بھائی تھی۔ خصوصاً" اس کی دادی ساس کو۔ اس لیے اس نے اس عادت پر قابو پانے کی کوئی کوشش نہیں کی' ورنہ ماں

Aneela PakistaniPoint

نے تو بڑا ڈرایا تھا کہ یہ گلوکاری کے وقت بے وقت کے مظاہرے ضرور اسے پٹوائیں گے اور اس نے سوچا تھا کہ جوتیاں کھانے سے کہیں بہتر ہے کہ وہ اپنے اس شوق کو ہی ترک کردے گی۔ خوش قسمتی سے اس کی نوبت ہی نہ آئی کہ سب ہی سسرال والے محبت کرنے والے اور قدر دان تھے۔ وہ تو ان کی محبتیں پا کے دن بدن نکھرتی جارہی تھی۔ بس ایک وہ تھا' وہ جس سے عمر بھر کے رشتے میں بندھ کے وہ اس گھر میں آئی تھی ایک وہی بے پروا رو کھا سا تھا۔ زارا نے اسے ہنستے مسکراتے شاذ و نادر ہی پایا تھا' گنگناتا تو بہت دور کی بات تھی۔ جب کبھی وہ دادی جان کو ماہیے سنا رہی ہوتی اس نے عون کو خشمگیں نگاہوں سے خود کو گھورتے ہوئے بھی پایا تھا۔ اس سے یہی ثابت ہوتا تھا کہ اسے زارا کا گانا پسند نہیں۔ وہ احتیاط کرتی کہ کمرے کے اندر وہ اپنی گنگناہٹ پہ کنٹرول رکھے اور یہ ایسا مشکل کام بھی نہیں تھا۔ کمرے کے اندر۔۔۔ یعنی اپنے بیڈ روم میں وہ ہوتی ہی کتنی دیر تھی۔ اسے صبح سویرے جاگنے کی عادت تھی۔ اگرچہ حسنہ نے ابھی تک اس کا ہاتھ کھیر میں نہیں ڈلوایا تھا' نہ ہی فی الحال ارادہ تھا۔ وہ اسے کسی کام کو ہاتھ تک نہ لگانے دیتیں۔ اس کے باوجود وہ صبح سے ان کے ساتھ لگی رہتی' کام کی اجازت نہیں تھی تو کیا ہوا۔ میٹھی میٹھی باتیں کرکے ان کا وقت تو سہل بنایا جاسکتا تھا۔ دادی' چاچی۔۔۔ پھر اسکول سے بچیوں کے آنے کے بعد اس کو فرصت ہی کہاں ہوتی اپنے بیڈ روم میں جانے کی۔ دس بجے تک تو ویسے بھی عون آفس چلا جاتا۔

دوپہر کو وہ ضرور دو گھنٹے سوتی مگر شام کو عون کے آنے کے بعد پھر سے پھرکی کی طرح سارے گھر میں گھومتی پھرتی اگر کہیں باہر جانا ہوتا جو کہ عموماً" دعوت کا بلاوا ہی ہوتا۔ تب گھر سے بھی ایک دو لوگ ساتھ ہوتے۔ راستے بھر عون کا منہ بنا رہتا جیسے اسے گھر سے نکلنا پسند نہ آیا ہو۔ گھر پہ بھی اسے جہاں کسی کے ساتھ ہنستے بولتے دیکھتا تو تیوریاں چڑھائے پاس سے گزر جاتا اور پھر ٹھک سے کمرے کا دروازہ بند ہونے کی آواز آئی

۔ زارا بے چاری کی ہمت ہی نہ ہوئی تھی اتنے دنوں میں اسے خود سے مخاطب کرنے کی۔ وہ یہی سمجھی کہ خوش قسمتی سے اچھا سسرال ملنے کے ساتھ ساتھ بد قسمتی سے شوہر ایک خشک مزاج اور سڑیل قسم کا ملا ہے۔ جسے نہ خود ہنسنا مسکرانا اور خوش رہنا پسند ہے نہ وہ کسی دوسرے کو خوش دیکھ سکتا ہے۔ اس لیے احتیاطاً" اس کی موجودگی میں اور خصوصاً" اس کے ساتھ تنہائی میں وہ اپنے لب سیے رکھتی۔ بات بھی ناپ تول کے ہوں ہاں میں کرتی' گانا تو بہت دور کی بات تھی۔

ایسی صورت حال میں زارا کے لیے اچانک عون کا گانا۔ اور وہ بھی ایسا گانا' حیرت انگیز امر تھا۔ وہ آنکھیں پھاڑے' منہ کھولے اسے دیکھتی رہی۔

اکھیوں کے جھروکوں سے
تم دور نظر آئے' بڑی دور نظر آئے

دوسرا گیت شروع ہوچکا تھا۔ زارا نے ایک آنکھ میں کاجل لگایا تھا اور دوسری میں لگانا بھول کے وہ کاجل واپس رکھ چکی تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا وہ کس کس بات پہ حیران ہو۔

اس کے مسلسل مسکراتے لبوں پہ۔
کچھ جتاتی' کچھ ظاہر کرتی شوخ آنکھوں پہ۔
اس کے زارا کو دیکھ دیکھ کر گانا گانے پر۔
یا پھر "اس قسم" کے گانا گانے پر۔

"بند کرکے جھروکوں کو
ذرا بیٹھی جو سوچنے
من میں تم ہی مسکائے۔۔۔"

"زارا! کیا بات ہے پتر' گلا خراب ہوگیا ہے؟" دادی کی پریشانی میں ڈوبی آواز پہلے سنائی دی اور اسی رنگ میں ڈوبا چہرہ بعد میں نظر آیا۔

"نہیں تو دادی۔"

"تو یہ شوکت علی کی کیسٹ کس نے لگائی ہوئی تھی اور یہ شوکت علی گاتا اور نور جہاں کے گانے کیوں گانے لگ گیا؟ اچھا بھلا "ملنگی" گاتا تھا۔"

"نہیں دادی جان! یہ تو دراصل۔۔۔ یہ کیسٹ نہیں

Aneela Pakistanipoint

یہ اصل میں۔۔۔" وہ ہچکچائی۔
"مجھ سے چھپا رہی ہے؟ نا' گلا خراب ہوا ہوگا۔ میں غرارے کروائی ہوں' آجا شاباش میرا پتر۔"
"اہم۔۔۔ ہم۔۔۔" عون نے کھنکھار کر انہیں اپنی جانب متوجہ کیا۔
"یہ گانا میں گا رہا تھا دادی۔" بڑے فخریہ انداز میں اطلاع دی گئی۔
"کیوں؟ تجھ پہ کیا آفت آن پڑی؟" دادی نے ناک پہ انگلی دھری۔
"اور یہ زنانے گانے گانے کی کیا تک ہے بھلا؟ اچھا آ۔۔۔ آ۔۔۔ میں سمجھی' پٹھانی کی صحبت کا اثر ہے۔ جب وہ اپنے آپ کو "آتا ہے' جاتا ہے" اور اپنے بندے کو "کھاتی ہے' پیتی ہے۔" کہہ سکتی ہے تو تو بھلا سوچنے کیوں نہیں بیٹھ سکتی۔ آوے کا آوا بگاڑ دیا ہے اس پٹھانی نے۔"
عون پہ گھڑوں پانی پڑ گیا۔
دادی' زارا کو لے کر کمرے سے نکلیں تو اس نے چپکے سے تکیے کے نیچے سے وہ کاغذ نکالا جس پہ دس بارہ پھڑکتے ہوئے رومانٹک گانے لکھ کے منذر نے دیے تھے۔ عون نے پہلے اور دوسرے نمبر کے گیت پڑھے' جن کی گائیکی کا مظاہرہ وہ کر چکا تھا اور دادی سے ایسی زبردست داد بھی وصول کر چکا تھا۔
"تینوں سامنے بٹھا کے شرماں۔۔۔"
"تف ہے' میری مردانگی پہ' اپنی بیوی کو سامنے بٹھا کر شرمانے اور شرماتے رہنے کی خواہش' گلا پھاڑ پھاڑ کے بیان کرتا رہا اور۔۔۔ اور۔۔۔ یہ دوسرا گانا۔۔۔" اس نے ایک بار پھر پرچی پہ نظر ڈالی۔
بند کر کے جھروکوں کو
ذرا بیٹھی جو سوچنے
"اف۔۔۔ کاش زمین پھٹے اور میں اس میں سما جاؤں۔" اپنی بڑبڑاہٹ پہ وہ چونکا۔
"اسی زنانے گیت کا اثر ہے جو میرا غصہ بھی زنانہ قسم کا ہو رہا ہے۔ بجائے منذر کو جان سے مارنے کے میں اپنے آپ کو زمین میں سمانے کی بات کر رہا ہوں۔
اس منذر کے بچے کو تو میں چھوڑوں گا نہیں۔۔۔ ذرا دیکھوں باقی گانے کون سے ہیں۔" وہ پڑھنے لگا۔
"نمبر ۳" "من ڈولا رے ڈولا۔۔۔"
"نمبر ۴" "دوپٹہ میرا۔۔۔ ہاں رنگ دے۔۔۔"
"نمبر ۵" "ماہی' ماہی' ماہی مینوں چھلا پہنا دے۔۔۔"
"نمبر ۶" "گورے رنگ تے دوپٹے آں دی چھاں"
اس سے اگلے گیت پڑھنے کی اس میں ہمت نہ تھی۔
مارے خجالت کے وہ اپنے بال نوچنے لگا۔
اور اس کے ٹھیک دس منٹ بعد وہ منذر کے بال نوچ رہا تھا۔
"خبیث انسان! مجھے میری بیوی کی نظروں میں گرانا چاہتے تھے تم۔۔۔ گرے ہوئے انسان۔۔۔ ثابت ہو گیا کہ تم مجھ سے حسد کرتے ہو' آج موقع ملتے ہی تم نے مجھے ذلیل کرنے کا منصوبہ۔۔۔"
"ابے میں نے کیا کیا ہے؟" منذر نے اس کے چلتے ہوئے ہاتھ اور چلتی ہوئی زبان کو روکنے کی کوشش کی۔
"یہ دیکھ' کیا ہے یہ؟" عون نے اس کے آگے وہ پرچی لہرائی جس پہ گانے لکھے تھے۔
"اچھا' یہ تمہارے پاس ہے۔ ادھر راحیلہ نے میری جان کھائی ہوئی تھی۔"
"کیا مطلب؟"
"دیکھو' یہ ہے وہ کاغذ جس پہ میں نے تمہارے لیے چن چن کر سو نو نکمے کے اور اوت نارائن کے دل کو چھو جانے والے گانے لکھے تھے۔ غلطی سے میں نے تمہیں وہ کاغذ دے دیا جو راحیلہ نے مجھے ریکارڈ کروانے کے لیے لکھ کر دیا تھا۔ کل سے ڈھونڈ رہا ہوں۔ اچھا ہوا تم واپس لے آئے اور اس سے بھی اچھا یہ ہوا کہ تمہاری عقل کام کر گئی۔ تم یہ بھانپ گئے کہ یہ لسٹ غلط ہے' ورنہ یہی بھونڈے گیت گا دیتے تو کیا عزت رہ جاتی تمہاری بھابھی کے سامنے۔"
عون نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا' پھر دوبارہ بند کر لیا۔ اگر منذر اس حوالے سے غلط فہمی کا شکار تھا تو

Aneela
PakistaniPoint

یہی سہی' اب وہ اپنے منہ سے اپنی بے عزتی کی روداد سنا تا کیا خاک اچھا لگتا۔

اس نے چمچے سے دوسرے کاغذ پہ نظریں دوڑا کے اطمینان کرنا چاہا کہ اس بار غلط چیز تو نہیں لے جارہا۔ گانے واقعی ایک سے بڑھ کے ایک تھے۔

"زارا سن کر ہواؤں میں اڑنے لگے گی۔"

اس سے صبر نہ ہوا تو راستے میں ہی گانا نمبر ایک کا با آواز بلند ریاض کرنے لگا۔

"دس بہانے کر کے لے گئی دل"

"لو لے گئی دل۔۔۔"

"بے غیرتا! تیری ماں بہنوں کو ہوگی عادت۔۔۔ راہ چلتوں کے دل بہانے بہانے سے لے کر جانے کی۔"

وہ بڑے جذب کے عالم میں گا رہا تھا' جب ایک بم سا اس کی سماعتوں پہ پھٹا۔ آنکھیں پھاڑ کے دیکھا۔ ایک عمر رسیدہ خاتون تیز دھار زبان اور خشمگیں نگاہوں کے تمام ہتھیاروں سے لیس اس پہ برس رہی تھیں۔ ان کے ہمراہ کالج یا اسکول کے یونیفارم میں ملبوس ایک نوعمر لڑکی بھی تھی۔

"ملکوں کا منڈا میری پوتری (پوتی) کو چھیڑ رہا تھا' توبہ۔۔۔ توبہ۔۔۔ محلے داری کا بھی لحاظ نہیں رہا۔"

انہوں نے آس پاس سے گزرتے لوگوں کو مخاطب کیا۔ ذرا فاصلے پہ کھڑی ریڑھی سے سبزی خریدتی عورتیں بھی چسکے لینے کے لیے نزدیک آگئیں۔

"نہیں نہیں۔۔۔ خالہ جی کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں۔۔۔ میں تو۔۔۔ میں تو اپنے دھیان میں۔۔۔" اس نے صفائی پیش کرنا چاہی جسے خاطر میں نہ لایا گیا۔

"کتنی بُری بات ہے بیٹا! محلے کی بہن بیٹی سانجھی ہوتی ہے۔"

"اور تم تو شادی شدہ ہو۔۔۔ شادی کے بعد یوں سر عام لڑکیوں کے پیچھے گھٹیا گانے گانا تو بہت ہی شرمناک حرکت ہے۔" عون بے چارہ گھبرا کر تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

☆ ☆ ☆

اگلا دن چھٹی کا تھا۔۔۔ یعنی فرصت ہی فرصت۔۔۔

یعنی اس کے پاس وافر مواقع تھے' اپنی گلوکاری کے ذریعے زارا کو متاثر کرنے کے۔

اس نے بھی وقت ضائع کرنا مناسب نہ جانا اور صبح ہی صبح شروع ہو گیا۔

بھیگے ہونٹ تیرے' پیاسا من میرا
لگے ابر سا' مجھے تن تیرا

زارا ڈائننگ ٹیبل پہ ناشتے کے برتن سیٹ کر رہی تھی۔ آج چچا غلام نبی اور ان کی فیملی نیچے ناشتے پہ انوائٹ تھے۔ پھوپھو بھی بمعہ اہل و عیال موجود تھیں اور اس وقت حسنہ اور وگمہ کو کچن میں ناشتے کے لیے ہدایات دے رہی تھیں۔ اس نے اچھا موقع جان کے کرسی گھسیٹ کر بیٹھتے ہوئے گانے کے بول چھیڑے۔

"کبھی میرے ساتھ کوئی۔۔۔"

اس کے گانے کے بول اس کے ہونٹوں میں ہی دم توڑ گئے' جب چچا کی زبردست سیٹی کھنکھار سنائی دی۔

"برخوردار! بچیوں والے گھر میں ایسے لغو اور بے ہودہ گانے۔۔۔ دماغ تو ٹھکانے ہے تمہارا؟"

انہیں چار چار بیٹیوں کا باپ ہونے کی نزاکت کا ضرورت سے زیادہ ہی خیال تھا۔

"چلو جی' جن کو سنانا تھا وہ پلیٹیں چمچے ہی سیٹ کرتے رہ گئے اور متاثر ہوئی تو چاچا جی کی غیرت۔" وہ سر جھکا کے ناشتہ کرنے لگا۔

"عاشق بنایا' عاشق بنایا
عاشق بنایا آپ نے"

صحن میں بچھی چارپائی پہ لیٹا وہ ٹانگیں ہلا ہلا کے گا رہا تھا۔ ذرا فاصلے پہ ہی زارا' دادی اور وگمہ کے ساتھ بیٹھی کوئی پرانے قصے سن رہی تھی۔ یہ منظر عون سے برداشت نہ ہوا۔

"لو۔۔۔ بیوی میری' اور سنے ان کی۔ کہنے سننے کے دن تو ہمارے ہیں۔ حرام ہے جو کسی کو اس بات کا احساس ہو۔" جلے دل کی پکار گیت کے جوشیلے اور جذباتی بولوں میں رچ بس کے خاصی پُر اثر ہو رہی تھی۔ وہ تینوں اپنی بات ادھوری چھوڑ کے اسے تکنے

Aneela PakStaniPoint

لگیں۔
"یہ کی اے؟" دادی کا بھولپن میں ڈوبا استفسار قابل دید تھا۔
"یہ کیم گرو کل" کی ریہرسل ہو رہا ہے اماں جی۔" وگمہ نے ہنسی دباتے ہوئے کہا۔
"آج سویا سے "گالا" چل رہی ہے۔ آپ نے نہیں سنی؟"
عون نے جھنجھلا کے ان تینوں کو دیکھا۔ وگمہ کے کمنٹس پہ زارا کے ہونٹوں پہ دبی دبی مسکراہٹ تھی جو اسے سراسر طنزیہ لگی۔ وہ تپ گیا۔ مزید تب بھڑکا جب زرتاشہ اور زرگل وغیرہ نے بھی دخل اندازی کی۔
"سُر ادھر ادھر ہو گئے ہیں۔" زرتاشہ نے جاوید اختر کی طرح "گھوڑی" ڈال کے سنجیدہ آواز میں فیصلہ سنایا۔
"کوشش کریں تو آپ اچھا گا سکتے ہیں۔ فی الحال آپ خطرے میں ہیں۔"
وہ بھنا کے اٹھا اور اپنی جائے فرار یعنی اپنے کمرے کا رخ کیا۔ وہ یہاں گھستا تو فرار حاصل کرنے کے لیے ہی تھا مگر پوری طرح فرار ہو نہیں پاتا تھا۔ اس کا کمرہ اس رخ پہ تھا کہ برآمدے اور صحن میں ہونے والی ساری گفتگو اسے بغیر کسی کوشش اور بغیر کسی خواہش کے سنائی دیتی تھی۔
"یہ کدھر چلا گیا؟" دادی نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔
"ڈینجر زون میں۔" زارا کی سرگوشی خاصی بلند تھی اور جواباً وگمہ کے قہقہے اس سے بھی بلند۔
"تو یہ کمرہ تمہارے لیے "ڈینجر زون" ہے۔" عون کڑھ کر رہ گیا۔

آج تو غیر سہی، پیار سے بیر سہی
تیری آنکھوں میں کوئی پیار کا پیغام نہیں
تجھ کو اپنا نہ بنایا تو میرا نام نہیں

اس نے منہ پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے گانا گایا۔ صبح سے گائے جانے والے گانوں میں یہ واحد گانا تھا جو منذر کی دی ہوئی لسٹ میں سے نہیں تھا۔
"یہ تو اندر جا کے بھی باز نہیں آیا۔" دادی نے اس کی آواز سن کر فکرمندی سے کہا۔
"اندر "رن بھومی" کی پریکٹس ہو رہی ہوگی۔" اس کے اٹھتے ہی زارا بھی اس ہنسی مذاق میں کھل کے شامل ہو گئی۔
"ہورے منڈے کو کون سا غم اندر ہی اندر ستائے جا رہا ہے، جو وہ دھاڑیں مارتے گانے گا رہا ہے۔ نی زارا! تیرے ساتھ تو کوئی اونچ نیچ نہیں ہوئی؟" دادی کی پوچھ گچھ پہ اس نے کان لگائے۔
"نیں۔۔۔ نہیں تو دادی! بھلا میں نے کیا کہا ہے۔" وہ واضح طور پر گھبرائی گھبرائی لگ رہی تھی۔
"نہیں نہیں، مجھے پتہ ہے تو تو بڑی بھلی مانس بی بی بچی ہے۔" ان کی شہد آگیں آواز سنائی دی۔
"ضرور دادی نے مارے محبت کے اسے اپنے ساتھ لگا لیا ہوگا۔۔۔ ہائے، اور ایک میں ہوں۔" اس نے بے بسی سے تکیے پہ مکے مارے۔
"اپنا عون ہی ذرا "تتے" (گرم) مزاج والا ہے، سچ سچ بتا، الٹا سیدھا تو نہیں بولتا تیرے ساتھ۔۔۔ اگر ایسا ہے تو ابھی کلاس لیتی ہوں اس کی۔"
"ایسی بات کوئی نہیں دادی! وہ تو بہت اچھے ہیں۔ بہت ہی اچھے، مجھے کچھ بھی نہیں کہتے۔"
دادی کی جانب داری پہ کڑھتا عون، زارا کی اس بات پہ جھوم اٹھا۔ اس نے زارا کے آخری فقرے میں چھپے موہوم سے گلے کو محسوس ہی نہ کیا تھا۔
"اپنی عون ہے ہی بہت اچھی۔" وگمہ نے بھی تعریف کی جو دادی کو ہضم نہ ہوئی۔
"بس کر پٹھانی۔۔۔ اب بس کر، اب تو اس بے چارے کو "اپنی" اور "اچھی" کہنا چھوڑ دے۔ کیوں اس کی وہ ہٹی کا دل کھٹا کرتی ہے۔ نا کون سی عورت اپنے شوہر کو "اچھی" یا "پیاری" دیکھنا پسند کرتی ہے۔ میرے جذبات کی تو تو نے کبھی پروا نہ کی، اس نئی نویلی وہ ہٹی کے ارمانوں کا لحاظ تو کر لے۔"
"دادی بات تو ایسے کر رہی ہیں جیسے ان کو خود میرے ارمانوں کا بڑا لحاظ ہو۔ جس کو دیکھو اسی کی پروا کر رہا ہے، کوئی نہیں جو میری پروا بھی کرے۔"

Aneela
Pakistani Point

خود ترسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے وہ بھول چکا تھا کہ کچھ دن قبل تک اسے زبردست قسم کا گلہ تھا کہ اس کی پروا ضرورت سے زیادہ کی جاتی ہے۔

وہ بیڈ روم کی لائٹس آف کرکے' پردے گرا کے بیڈ پہ لیٹا ہوا تھا۔ چونکہ دن کا وقت تھا' اس لیے اس کی تمام تر کوششوں کے باوجود کمرہ زیادہ تاریک نہیں ہو پا رہا تھا' البتہ پرسکون ضرور محسوس ہو رہا تھا۔ باہر سے آتی آوازیں بھی مدھم ہو گئی تھیں' شاید وہ لوگ برآمدے سے اٹھ کے کہیں اور چلے گئے تھے۔ خاموشی اور نیم تاریکی نے عون کے اعصاب پرسکون کردیے۔ اس کا غصہ کم ہوتے ہوتے نہ ہونے کے برابر رہ گیا۔ وہ ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ اس مسئلے کا حل سوچنے لگا۔

"میں کچھ بھی کرلوں' مہدی حسن یا محمد رفیع ہی کیوں نہ بن جاؤں۔ میری آواز زارا تک نہیں پہنچنے والی۔ جب تک یہ ظالم سماج ہمارے درمیان حائل ہے' ہم کبھی بھی ایک نہیں ہوسکتے' مجھے زارا سے بات کرنا ہوگی۔ اسے بتانا ہوگا کہ اس گھر میں سب سے اہم فرد اس کے نزدیک اس کا شوہر ہونا چاہیے۔۔۔ لیکن کیا یوں زبردستی اسے اپنی جانب راغب کرکے میں اس کی محبت حاصل کرسکوں گا؟ اس وقت وہ دادی اور امی کے لاڈ کے نشے میں چور چور ہے۔ ان سے دور رہنے کو کہا تو کہیں مجھ سے متنفر نہ ہوجائے۔۔۔ پھر کیا کروں؟ کیا کروں ایسا کہ اس کی توجہ ان سے ہٹ کر میری طرف مبذول ہوجائے۔ اسے ان کے لاڈ کے نشے کے بجائے میرے عشق کا خمار چڑھ جائے۔" وہ سنجیدگی سے سوچنے لگا۔

"ایسا کرتا ہوں' اسے لے کر الگ ہوجاتا ہوں۔ شادی کے بعد ایسا تو ہوا ہی کرتا ہے۔۔۔ مگر۔۔۔ امی ابو کے دل پہ کیا گزرے گی' بلکہ ان دونوں کے کیا۔۔۔ سب ہی کے دل پہ کیا گزرے گی۔" یہ خیال بھی ڈگمگا گیا۔ مگر اگلے ہی لمحے اس نے خود غرضی سے اس سوچ کا گلا دبا دیا۔

"میرے دل پہ کیا گزرتی ہے' یہ کوئی نہیں سوچتا' پھر میں کیوں سوچوں کسی کے دل کے بارے میں؟ ویسے تو بڑی محبت جتائی جاتی ہے۔ یہ کسی کو نظر نہیں آتا کہ کیسے شادی شدہ ہونے کے بعد بھی میں لنڈورے چوہے کی طرح بولایا بولایا پھرتا ہوں۔ ایک دن بھی ہم کہیں گھومنے پھرنے کے لیے نہ نکلے۔۔۔ کبھی ایک دوسرے کے بارے میں جاننے کا موقع نہیں ملا۔ ایک دوسرے کی پسند ناپسند۔۔۔ کچھ بھی تو نہیں جانتے' کہنے کو جیون ساتھی اور ایک دوسرے سے اس قدر انجانے' کیا ہم کبھی قریب نہ آسکیں گے؟" وہ تقریباً رونے والا ہوگیا اور ایسے مواقع پہ اسے جو ہستی یاد آتی تھی وہ منذر کی تھی۔

وہ اس کے پاس جانے کے ارادے سے اٹھا اور اسی لمحے زارا اندر داخل ہوئی۔ وہ وہیں کھڑے کا کھڑا رہ گیا اور اسے دیکھنے لگا جو شادی کے ایک مہینے بعد بھی دادی کی کڑی ہدایتوں کے پیش نظر خوب بنی سنوری رہتی۔ بری میں درجنوں کے حساب سے جھلمل کرتے جوڑے تھے' جو وہ بڑے اہتمام سے روزانہ اسے پورے بناؤ سنگھار کے لوازمات کے ساتھ پہناتیں اور وہ بھی ایسی تھی کہ تنگ نہ ہوتی تھی ورنہ آج کل کی لڑکیاں ہفتہ بھر بعد ہی کاٹن پہ اتر آتی ہیں۔ پتہ نہیں یہ اس کی تابعداری تھی یا وہ ایسی ہی شوقین مزاج تھی۔ ابھی بھی اس کا زرق برق لباس' گھنگھروؤں والا میچنگ پراندہ' لائٹ سا میک اپ' جھمکے' چوڑیاں سب اس نیم تاریکی میں بھی اسے صاف نظر آرہا تھا۔ لیکن باہر کی روشنی سے اندر آنے پہ وہ شاید واضح طور پر کچھ دیکھ نہیں پائی تھی' حتیٰ کہ عون کو بھی نہیں۔ بات اس کے لاپروا سے انداز سے واضح ہو رہی تھی اور اس کی گنگناہٹ سے بھی۔ ورنہ کمرے میں آنے کے بعد خصوصاً" عون کی موجودگی میں وہ اس عادت پہ کنٹرول رکھتی۔

باجرے دا سٹہ

"باجرے دا سٹہ' اسی تلی تے مروڑیا

باجرے کا دا سٹہ"

"اس میں مجھے سنانے والی کون سی بات ہے"

Aneela
PakistaniPoint

محترمہ؟" وہ بھاری دوپٹہ بیڈ پر ڈالنے کے بعد سوئچ بورڈ کی جانب بڑھ رہی تھی۔ شاید لائٹس آن کرنے کے لیے۔ جب عون نے اس کے نزدیک آکر کہا تو اس کے ہاتھ اور آواز دونوں تھم گئے۔ بری طرح سے ہڑبڑا کے وہ پلٹی تو اپنے بالکل پیچھے کھڑے عون سے ٹکرائی۔ اس "فلمی ٹکر" کو عون نے خوب انجوائے کیا اور کسی پرانے ہیرو ہی کی طرح اسے دونوں ہاتھوں سے تھام کر گرنے سے بچایا۔

"آپ۔۔۔ آپ گھر پہ ہیں؟"

اس نے تو یہ بات شاید عام سے انداز میں پوچھی ہو گی مگر عون کو اس میں مایوسی کی ہلکی سی جھلک محسوس ہوئی۔

"کیوں؟ نہیں ہونا چاہیے تھا؟"

"نہیں نہیں۔۔۔ ایک ہی دن تو چھٹی کا ہوتا ہے، اس روز تو آپ کو گھر پہ ہی رہنا چاہیے۔ مکمل آرام کرنا چاہیے۔" وہ غیر محسوس طریقے سے ذرا دور ہوئی اور لائٹس آن کردیں۔ روشنی میں عون کو اس کے چہرے پہ وہی گھبراہٹ نظر آئی جو اسے نزدیک پا کے نمودار ہو جاتی تھی۔

بس آرام۔۔۔؟ صرف آرام؟" عون نے اس گھبراہٹ سے حظ اٹھانا چاہا۔

"سنو، کیا تمہارا دل نہیں چاہتا، میرے ساتھ وقت گزارنے کو؟" جواباً" وہ سر جھکا کے رہ گئی۔

"آپ گھر پہ ہوتے ہی نہیں۔" دوبارہ پوچھے جانے پہ اس نے سارا الزام اس پہ دھر دیا۔

"آج تو ہوں، پھر تم کیوں اڑی اڑی پھر رہی ہو۔ کبھی ادھر تو کبھی ادھر۔"

"دراصل چھٹی والے دن کام ہی اتنے ہوتے ہیں۔" مگر اس عذر کو عون کسی خاطر میں نہ لایا۔

"کیسے کام؟ میں جانتا ہوں ابھی تک تمہارے سر پہ کس کام یا ذمہ داری کا بوجھ نہیں۔ ہاں مصروفیت ہے تو دادی کے پاس بیٹھ کے ان کی جوانی کے قصے سننے کی۔ امی سے آزمودہ ٹوٹکے پوچھنے کی۔۔۔ دگمہ چاچی سے اپنی پشتو دانی میں اضافہ کرنے کی۔۔۔ بچیوں کے ساتھ لڈو کھیلنے کی، اور "تلی" (ہتھیلی) پہ باجرے کا سٹہ موڑنے کی، بائی واوے۔۔۔ اس سرگرمی کو گیت کی طرح گانے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ بھی کوئی بات ہوئی، سُر اور تال کے ساتھ کہنے لگی کہ باجرے کا سٹہ ہتھیلی پہ رکھا اور مروڑا۔۔۔ گانا ہی ہے تو کوئی رومانٹک سا گیت گاؤ۔۔۔ دل کے تاروں کو چھیڑتا ہوا۔"

وہ آنکھیں پھاڑے اس کے بدلے ہوئے انداز ملاحظہ کر رہی تھی۔

"راحیلہ کی بنائی لسٹ بھی میں منذر کے منہ پہ مار آیا تھا۔ ورنہ وہی تمہیں دے دیتا۔۔۔ اس میں بھی ایک سے ایک گانا تھا۔"

"جی۔۔۔؟" مارے حیرت کے وہ فوت ہونے والی ہو گئی۔ دادی اور ساس سے تو سن رکھا تھا کہ عون موڈی ہے، غصیلا ہے، ذرا سا بدلحاظ بھی ہے۔ اس لیے وہ محتاط رہا کرتی تھی مگر یہ کسی نے نہیں بتایا تھا کہ کبھی کبھی اس کا دماغ الٹ بھی جایا کرتا ہے۔

"راحیلہ۔۔۔ منذر کی بہن۔۔۔ آئی تھی شادی پہ بھی۔ شاید تمہیں یاد نہ رہا ہو۔" اپنی جانب سے اس نے اس کی حیرت ذرا کم کرنا چاہی۔ وہ محض سر ہلا کے رہ گئی۔

"اب کہاں جا رہی ہو؟" اسے پر تولتے دیکھ کر عون نے اس کا ہاتھ پکڑ کے دوبارہ بٹھایا۔

"میں ذرا دیکھوں، امی تنجن کیسے دم دیتی ہیں۔ مجھے نہیں آتا نا۔"

"تمہیں تو اور بھی بہت کچھ نہیں آتا۔" اس معصومیت پہ وہ فدا ہی تو ہو گیا۔

"پہلے میرے سوال کا جواب دو۔ کیا تمہارا دل نہیں چاہتا کہ تم صرف میرے ساتھ وقت گزارو۔۔۔ کم از کم ایک دن، ایک پورا دن۔۔۔ صرف اور صرف میرے ساتھ۔"

"جی۔۔۔؟ صرف اور صرف آپ کے ساتھ؟" اس کی مری مری سی آواز اور آنکھوں کی دہشت نے عون کے سارے ارمانوں پہ اوس گرا دی۔ اس نے آہستگی سے زارا کا ہاتھ چھوڑ دیا۔

Aneela Pakistani Point

☼ ☼ ☼

"اب تو میرا پیچھا چھوڑ دے۔" منذر نے اسے دور سے دیکھ کے ہی دہائی دی۔

"میں نوکری کے لیے انٹرویو دینے جا رہا ہوں۔ میرے آگے کسی قسم کا دکھڑا رو کے نحوست مت کھڑی کرنا۔"

"تمہیں اپنی بدشگونی کی پڑی ہے۔ میرے غم کا کوئی احساس نہیں۔" وہ پہلے ہی بجھا ہوا تھا۔ واحد دوست کی بے رخی پہ مزید نڈھال ہو گیا۔

"اپنے غم اپنی بیوی سے بانٹا کرو اب۔" ٹکا سا جواب ملا۔ "میں کب تک تمہارے غموں کی بوریاں باندھ باندھ کر سمیٹا کروں۔"

"میری بیوی کے پاس بانٹنے کے لیے اور بہت سے لوگوں کا اور بہت سا سامان ہے۔ میرے لیے اس کے پاس نہ وقت ہے نہ چاہت۔"

"اس سلسلے میں، میں کچھ نہیں کر سکتا۔ تمہیں ایک مشورہ دیا تھا کہ اپنی پرسنالٹی کو تھوڑا لشک لشکا کے بیوی کو متاثر کرو، وہ تم سے ہو نہیں سکا۔ اب میں کوئی سنیاسی بابا تو ہوں نہیں کہ تمہیں کالے تعویذ بنا دوں۔ محبوب قدموں میں۔۔۔ سنگدل صنم کی اناپاش پاش وغیرہ۔۔۔"

"کیا تھا تمہارے مشورے پہ عمل۔۔۔ گانے گائے تو وہ میرے گھر والوں کے ساتھ مل کے مذاق اڑانے لگی۔ اور یہ دیکھو۔۔۔ بال۔۔۔ ان میں تمہارے مشورے کے عین مطابق گولڈن اسٹریکنگ کروائی تھی۔ جیسے ہی کروا کے گھر پہنچا۔ سب سے پہلے دادی چلائیں۔ "ہائے ہائے، یہ تیرے سر میں "سواہ" (راکھ) کس نے گرا دی۔" بڑی مشکل سے بتایا کہ آٹھ سو روپے دے کر یہ سواہ، یعنی ڈائی کروایا ہے، لیکن الٹا جھاڑ پڑی کہ "آٹھ سو روپے برباد کر کے۔ "جھاٹا" (بال) لال کر لیا ہے، ایسے لگ رہا ہے جیسے "روڑی" (کوڑا) میں آگ لگی ہو۔" لو۔۔۔ خود اندازہ کرو، نئی نویلی بیوی کے سامنے یہ ریمارکس میری پرسنالٹی کو کیسے چار چاند لگا رہے ہوں گے۔ تم نے ہی بکا تھا کہ پینڈو وں کی طرح پسلی پہ پینٹ باندھنے کے بجائے آج کے فیشن کے مطابق کولہوں پہ باندھا کروں، ویسا ہی کیا۔۔۔ جیسے ہی گھر پہنچا، وہ کمبخت چاچی نے دروازہ کھولا اور مجھ پہ نظر پڑتے ہی دوپٹہ آنکھوں پہ رکھ لیا۔

"خ۔۔۔ تمہارا۔۔۔ پتلون نیچے گرتا ہے بچے۔۔۔ اس کو سنبھالو۔"

فیشن کیا کوئی خاک کرے۔ بس میں نے سوچ لیا ہے۔۔۔ میں سب کچھ چھوڑ دوں گا۔"

"ہاں، جب ان سب حرکتوں کا فائدہ ہی کوئی نہیں تو ترک کر دینا ہی بہتر ہے۔"

"میں اپنے گھر والوں کو چھوڑ دینے کی بات کر رہا ہوں۔ یہی اس مسئلے کا حل ہے۔ میں اب وہاں نہیں رہوں گا۔"

"کیا۔۔۔؟ کیا تم اپنا گھر چھوڑ کے یہاں آئے ہو؟"

منذر بال بنانا بھول گیا، اس کا بس نہ چل رہا تھا کہ ہاتھ میں پکڑا ہیئر برش اس کی کمر پہ برسانا شروع کر دے۔

"الٹے قدموں لوٹ جاؤ، میرے اس ٹوٹے ہوئے کمرے میں بھگوڑوں کے لیے کوئی جگہ نہیں۔"

"میرا کیا دماغ خراب ہے، جو ایک جیل سے نکل کر اس کوٹھری میں آ مروں۔۔۔ اور وہ بھی اپنی بیوی سمیت۔"

"کیا مطلب؟" وہ چونکا۔

"اس پلان میں بھابھی بھی تمہارے ساتھ شامل ہیں؟ اگر ایسا ہے تو تمہاری جوڑی اس لحاظ سے منفرد اور پہلی ہو گی جو شادی کے بعد گھر سے بھاگ رہے ہیں۔"

"ایسی کوئی زمانے سے الگ روایت نہیں اپنا رہے ہم۔ وہی کرنے والے ہیں جو شادی کے بعد اکثر لوگ کیا کرتے ہیں، یعنی الگ گھر بسانے والے ہیں۔"

"یہ تو کوئی اچھی سوچ نہیں۔ یہ خیال کیسے آیا تمہیں؟" وہ تشویش میں مبتلا نظر آیا۔

"تم اپنے والدین کے اکلوتے بیٹے ہو، بلکہ اکلوتی اولاد۔ میں جانتا ہوں یہ لفظ سننا تمہیں پسند نہیں۔ مگر

Areeba PakistaniPoint

ہی حقیقت ہے' تم نے یہ نہیں سوچا کہ ان پہ کیا گزرے گی۔"

"پہلے میں بھی اس رجحان کے خلاف تھا۔ غلط سمجھتا تھا الگ ہو جانے والوں کو' اب سمجھ میں آیا ہے کہ ہر کسی کی کوئی نہ کوئی مجبوری ہوتی ہے۔ جیسے کہ میری ہے۔ میں اب یہاں نہیں رہوں گا' جہاں کسی کو نہ میرے جذبات کی پروا ہے نہ احساسات کی۔"

"تم جلد بازی کر رہے ہو اور خود غرضی بھی۔"

"نہیں' یہی واحد حل ہے کہ میں زارا کی نظروں سے ان سب کو اوجھل کر دوں۔۔۔ شاید پھر میں اسے نظر آسکوں۔ پھر اسے میری محبت کی قدر ہو سکے۔ تب اسے علم ہو سکے کہ شادی کا مطلب محض بری اور جہیز کے کلدار جوڑے پہن کر میچنگ لپ اسٹک لگانے کا نام نہیں۔۔۔ جیون ساتھی صرف اس الو کے پٹھے کو نہیں کہتے جو آپ کے ساتھ بن سنور کر دعوتیں کھانے جاتا ہے۔ اور فکر مت کرو۔۔۔ میں خود غرض ضرور بن رہا ہوں مگر زیادہ نہیں۔ یہ قدم میں وقتی طور پر اٹھا رہا ہوں' کچھ عرصے بعد دوبارہ واپس آجاؤں گا۔"

"تب تمہیں کوئی گھسنے دے گا تو آؤ گے نا' احمق ہو تم۔ اس بات کے لیے اتنا بڑا فساد کھڑا کرنا ضروری نہیں۔ تم آفس سے دس بارہ دن کی چھٹیاں لو اور بھابی کے ساتھ ہنی مون پہ چلے جاؤ۔۔۔ کمپل۔۔۔"

اس آئیڈیے پہ عون اچھل پڑا۔ یہ خیال تو اسے سوجھا ہی نہ تھا۔

"واہ میرے یار۔۔۔ کیا بات کی ہے۔ میں تمہارا منہ چوم لیتا۔ اگر دھلا ہوا ہوتا تو۔"

گھر آتے ہی اس نے زارا کو اپنا فیصلہ سنا دیا۔

"میں کل آفس میں چھٹی کی درخواست دینے والا ہوں۔ شاید ایک دو روز تک ہی منظور ہو جائے۔ تم تیاری رکھنا ہم گھومنے جا رہے ہیں۔"

"گھومنے۔۔۔؟" وہ پرجوش ہو گئی۔

"ہیں۔۔۔ مجھے تو بڑا شوق ہے گھومنے کا۔ جب سے لاہور آئی ہوں ترس رہی ہوں کہ کوئی مجھے گھمانے پھرانے لے جائے۔ نہ تو میں نے شالامار دیکھا ہے نہ چڑیا گھر۔۔۔ نہ شاہی قلعہ نہ فوڈ اسٹریٹ۔۔۔ ہم سب جگہ جائیں گے۔"

"لاہور میں تو اب تمہیں رہنا ہی ہے۔ یہ سب دیکھتے رہیں گے۔" وہ اس پروگرام پہ جز بز ہوا۔

"لیکن میں چھٹیاں ہنی مون کے لیے لے رہا ہوں اور ہنی مون' اپنے ہی شہر میں منانے کا رواج ابھی تک نہیں پڑا۔"

اس نے سرگوشی کی' جسے سن کر زارا اگلا بل پڑ گئی۔ حیا بار پلکیں جھکا کے وہ کچھ کہنا ہی چاہتی تھی کہ باہر سے پھوپھو کی آوازیں آنا شروع ہو گئیں۔

"زارا۔۔۔ زارا۔۔۔ کہاں ہو بھئی؟"

"نگہت! نئی دلہن کو تو بخش دو۔۔۔" حسنہ نے کہا۔

"اس تاریخی ہزار روپے کے نوٹ کا ہی مسئلہ ہے تو میں دے دیتی ہوں رکشے والے کا کرایہ۔"

"توبہ بھابھی! آپ تو ناک ناک کے طنز کرتی ہیں۔ میں تو مارے محبت کے زارا کو آوازیں دے رہی تھی۔ پورے چار روز ہو گئے ہیں اسے دیکھے ہوئے۔ مجھے تو گھر میں چین نہیں مل رہا تھا۔"

"وہ تو تمہیں کبھی بھی نہیں ملا۔۔۔ اپنے گھر میں۔" یہ بڑبڑاہٹ اتنی واضح تھی کہ ان کے کمرے کے بند دروازے سے بھی اندر گھس آئی تو نگہت کے کان کون سا کمزور تھے۔ لیکن حیرت انگیز بات تھی کہ اس کی جانب سے کوئی جوابی حملہ نہیں ہوا۔

"زارا۔۔۔ باہر نکلو بھئی' بچے تم سے ملنے کو ترس رہے ہیں۔" دروازہ زور زور سے بجایا گیا۔ زارا سرعت سے اٹھی اور عون سے اک لفظ کہے بغیر پھوپھو کی پکار پہ لبیک کہتی باہر لپکی تو وہ کلس کے رہ گیا۔

"آئے ہائے' اس موئے رکشے والے کو تو فارغ کر حسنہ' لعنتی نے پچاس ساٹھ روپے کی خاطر دروازے کے آگے دھواں پھیلا کر رکھ دیا ہے' اوپر سے شور۔۔۔ توبہ۔۔۔ پہلے تو میں سمجھی کہ کراچی سے تیرا پپو آگیا ہے بن بلائے۔ اس کی کھانسی کی آواز بالکل اس رکشے کے انجن جیسی ہے۔ مگر ہائے ہائے۔۔۔ بڑا فرق ہے۔ بڑا فرق۔۔۔ رکشے کا شور تو ساٹھ روپیہ کرایہ منہ پہ

Aneela Pakistanipoint

مار کے دفعان کیا جاسکتا ہے، لیکن جو کبھی تیرا ابا آجائے تو جو مرضی جتن کرلو، ہفتے سے پہلے ٹلتا نہیں۔"

"دادی۔۔۔!" زارا نے ان کا گھٹنا دبایا۔ وہ حسنہ کا آگ بگولا ہوتا چہرہ دیکھ چکی تھی۔

"ایسے مت کہا کریں دادی۔" ساس کے کچن میں جاتے ہی اس نے ان کے نزدیک کھسکتے ہوئے آہستہ سے کہا۔

"میں جانتی ہوں، آپ تو مذاق میں کہتی ہیں، لیکن امی۔۔۔ وہ سیریس لے لیتی ہیں اور میں بھی جانتی ہوں۔۔۔ اور آپ کو بھی احساس ہوگا کہ بیٹیاں اپنے میکے خصوصاً" اپنے والد کے حوالے سے کتنی حساس ہوتی ہیں۔"

"دھیاں تے دھن پرایا وے بابلا۔"

اس نصیحت نے نجانے ان پہ کس انداز میں اثر کیا تھا کہ وہ دوپٹہ آنکھوں پہ رکھ کے اپنی بلغمی۔۔۔ کپکپاتی آواز میں ہل ہل کے یہ المیہ گیت گانے لگیں۔

"اوہو اماں! ایک تو آپ کے یہ مسرّت نذیر والے گانے۔" نگہت نے ناک چڑھاتے ہوئے کہا۔ "مجھے تو زارا سے دو باتیں پیار کی کرلینے دیں۔ ہائے میرا تو جی کرتا ہے اسے کچھ دنوں کے لیے اپنے ساتھ، اپنے گھر لے جاؤں۔"

"خبردار، ایسی بات بھی مت کرنا۔ میں تو اسے چار سیڑھیاں چڑھ کے پٹھانی کے پاس نہیں جانے دیتی۔ تیرے گھر کیسے بھیج دوں۔" وہ بگڑ گئیں۔

"اور ویسے بھی۔۔۔" زارا نے کھنکھار کے کہنے کی کوشش کی۔

"وہ کہہ رہے تھے کہ ہمیں اس ہفتے جانا ہوگا۔۔۔ دس دن کے لیے۔"

"کہاں؟" مشترکہ سوال اٹھا۔

اب وہ مشکل میں پڑ گئی، کہے تو کیا کہے۔۔۔ وہ چند ہفتوں کی بیاہتا دلہن۔۔۔ کم عمر بھی۔۔۔ سامنے موجود تینوں خواتین عمر اور رتبہ میں بڑی، کیسے منہ پھاڑ کے "ہنی مون" کا نام لے لیتی۔ حجاب آڑے آرہا تھا۔ سو چپ چاپ سر جھکائے انگلیاں مسکتی رہی۔

سب اپنے اپنے اندازے لگانے لگیں۔

"اپنے میکے جارہی ہوگی تم۔۔۔ لیکن مکلاوے کے بھی تم نے چار دن لگادیئے تھے۔ ہمارے ہاں اتنے دن تک لڑکا لڑکی مکلاوے پہ نہیں بیٹھتے، اور اب تیں دن بعد دوبارہ فیصل آباد جارہی ہو۔۔۔ ویسے اتنا جہاز ہمارا عون شور شرابے سے بڑا گھبراتا ہے۔ مکلاوے کے بعد بھی آیا تھا تو رنگ اڑا ہوا تھا بے چارے کا۔"

نگہت نے پہلے ہی اپنی ناپسندیدگی جتادی۔

"نہیں نہیں۔۔۔ فیصل آباد تو نہیں جارہے، مجھے تو خود بھی پسند نہیں بار بار میکے کے چکر لگانا۔"

"دیکھا، کتنی سیانی دھی ہے۔" دادی نے اس کے سر پہ ہاتھ پھیرا۔

"اور ایک میری دو ہیں۔ ایک نے جی ٹی روڈ کا ناس مار دیا۔ پشاور تک ویگنیں دوڑا دوڑا کے۔ دوسری نے کراچی تک کی ٹرین کی پٹڑیاں اکھاڑ ڈالیں۔ ہر وقت پشاور اور کراچی کے ٹکٹ تیار رہتے ہیں دونوں کے پرس میں۔ ہیں۔۔۔؟ کہیں حسنہ اپنے پپو کے پاس تو نہیں بھیج رہی تم دونوں کو۔۔۔ تاکہ بابا خوش ہوجائے۔" انہیں اپنے سمدھی کی غائبانہ خوشی کے خیال سے بھی کوفت ہوئی۔

"ان کی خوشی سے زیادہ مجھے اپنی عزّت پیاری ہے۔" حسنہ نے جاتے جاتے پلٹ کر کہا۔

"وہ تو شادی کے اگلے ہفتے ہی ہوائی جہاز کے ریٹرن ٹکٹ بھیجنے والے تھے۔ میں نے ہی منع کردیا۔ یہ دونوں تو چلے جاتے، پیچھے میں رہ جاتی طعنے سننے کو۔ کہ نئے بیاہتا جوڑے کو سب سے پہلے اپنے میکے بھیج دیا ملنے کے لیے۔۔۔ جب کہ ابھی تک وہ نہ چچا سے ملنے گئے ہیں، نہ رشتے کی دادیوں سے، جن کی لسٹ بفضل خدا خاصی لمبی ہے۔"

"بات لمبی کرتی ہے یہ لکھنؤ ایکسپریس۔۔۔ مگر آخری اسٹیشن ہی کام کا پکڑتی ہے۔ ہاں بھئی، یہ قاعدے کی بات ہے، یہ دونوں گگھڑ جارہے ہوں گے نصیر سے ملنے۔ آخر۔۔۔ نوں (بہو) کو اس کا سوہرا پنڈ بھی تو دکھانا ہے۔"

Aiesha
Pakistanipoint

"نہیں، وہ وہاں بھی نہیں جارہے۔"
"ہیں۔۔۔ تو کیا کالے پانی جارہا ہے تجھے لے کر۔"
"کس بات پہ بحث ہورہی ہے؟" عون نے بڑے صحیح موقع پہ انٹری دی ورنہ وہ بیچاری تو عجیب مشکل میں گرفتار تھی۔
"زارا سے پوچھ رہے ہیں کہ تم کہاں جانے کا پروگرام بنارہے ہو اور یہ ہے کہ کچھ بتا ہی نہیں رہی۔"
"اسے کچھ پتا ہوگا تو بتائے گی۔ ابھی تک صرف میں نے ہنی مون پہ جانے کا ارادہ کیا ہے، کہاں جانا ہے اس کا فیصلہ کرنا باقی ہے۔"
"ہنی مون۔۔۔؟" اس مشترکہ چیخ سے وہ یہ نتیجہ اخذ نہ کرپایا کہ یہ حیرت کے اظہار کے طور پہ کی گئی تھی یا مسرت کے۔
"اتنی عقل تم میں کہاں سے آگئی؟" دادی خوامخواہ ہنسنے لگیں۔
"منڈا سیانا ہوگیا ہے اماں۔" نگہت نے بھی ٹھٹھا لگایا۔
"اس میں مذاق اڑانے والی کون سی بات ہے۔" وہ بگڑ گیا۔
"یہ ام نے کیا بات سنا۔۔۔ نگہت باجی، عون اور زارا کو اپنے گھر لے جارہا ہے۔"
وقار بڑے خراب تیور لیے، دھڑ دھڑ کرتی سیڑھیاں اتری اور آتے ہی پھٹ پڑی۔
زرمانشہ کے ہوتے اوپر کی بات نیچے اور نیچے کی بات اوپر با آسانی پہنچ جاتی تھی۔ یقیناً" اس نے نگہت کی فرمائش من و عن ماں کے سامنے دہرادی ہوگی۔
"ام اوپر رہتا ہے اور امارے پاس ان دونوں نے اب تک ایک رات بھی نہیں گزارا اور نگہت باجی باہر سے آکر ان پہ حق جتاتا ہے۔ پہلا حق امارا ہے۔ امارے گھر رہے گا یہ دونوں۔ سن لو عون! تم کو زارا کے ساتھ امارے گھر میں "خوامخواہ" چار دن گزارنی ہوگی۔" اس نے "خوامخواہ" پہ زور دے کر کہا جسے دادی نے پکڑ لیا۔
"بے ڈھنگی کو بات کرنے کا سلیقہ تک نہیں۔ دعوت تو دیکھو، کس روکھے پن سے دے رہی ہے۔ ہونہہ۔۔۔ خوامخواہ چار دن گزارنے ہوں گے۔ یعنی میرے بچے اتنے فالتو ہیں جو انہیں خوامخواہ کی دعوت مل رہی ہے۔ نہ دے تو یہ دعوت بھی، نہ کرایہ خوامخواہ کا احسان۔"
"اوہو دادی جان! آپ سمجھیں نہیں۔" زارا نے وقار کی مشکل آسان کرنا چاہی۔
"خوامخواہ کا مطلب، ان کے نزدیک "لازمی" یا "بہرصورت" تھے۔ پشتو میں جب کسی کو بصد اصرار اور تاکید کے ساتھ کسی کام کو کرنے کا کہتے ہیں تو "خوامخواہ" کا لفظ ہی استعمال ہوتا ہے۔"
"اگر مترجم کے فرائض انجام دے چکی ہیں آپ تو میرے لیے ایک کپ چائے بنادیں۔" عون نے چبا چبا کر کہا۔ "اس کے بعد پیکنگ کا کام بھی کرنا ہے۔ ہم پرسوں نکل جائیں گے۔"
"نہ وہ چائے بنائے گی، نہ پیکنگ کرے گی۔ ابھی اس کا ہاتھ کھیر میں نہیں ڈالا۔" حسنہ نے منع کیا۔
"کھیر کا کپڑوں کی پیکنگ سے کیا تعلق؟" وہ الجھا۔
"چائے میں بنا دیتی ہوں، ہاں پیکنگ میں مدد کی اجازت ہے مگر صرف "مدد" کی۔"
وہ تھوڑے کو بہت جانتا اپنے کمرے میں آیا اور الماری میں سے منتخب لباس نکال کر بیڈ پہ ڈھیر کرنے لگا۔
"زارا کے لباس بھی میں سلیکٹ کروں گا، اسے وہ گولڈن، سلور فضول کپڑے تو ہرگز نہیں لے جانے دوں گا۔ تماشا نہیں بنوانا مجھے۔ وہاں۔ لیکن پتہ نہیں اس کے پاس ڈھنگ کے کپڑے ہیں بھی یا نہیں۔ ہر وقت تو پھٹیچر بنی رہتی ہے۔"
تقریباً" پندرہ منٹ بعد زارا چائے لے کر نمودار ہوئی۔
"ایک کپ چائے بننے میں اتنا وقت؟"
اب وہ عون کو کیا بتاتی کہ اس کے جاتے ہی محفل میں ایک نئی گرما گرم بحث چھڑ چکی تھی۔

Aneela PakistaniPoint

"یہ میرے کپڑے ہیں۔۔۔ تم بھی کم از کم پانچ چھ اچھے سے سوٹ رکھ لو، مگر دادی کی پسند کے نہیں۔ میری پسند کے۔"

"اور اگر دادی نے اپنی پسند کے پہنانا چاہے تو پھر۔۔؟" زارا نے تمہید باندھی۔

"نہیں کیا یہاں بیٹھے بیٹھے الہام ہوگا کہ تم نے کیا پہنا ہے۔ کہہ دینا ان سے کہ ساڑھی، پشواز، شرارہ، غرارہ سب رکھ لیے ہیں۔"

"پتہ تو انہیں چل ہی جائے گا۔" وہ دبی دبی آواز میں بولی۔

"وہ کیسے۔۔۔؟ اچھا اچھا تم تصویروں کی بات کر رہی ہو۔ بعد کی بعد میں دیکھیں گے۔ ارے کیا یاد دلایا۔ میرا کیمرہ منذر کے پاس ہے۔ اس سے لے کر آتا ہوں۔"

"اب میں آپ کو کیسے بتاؤں کہ آپ کی صرف اور صرف میرے ساتھ وقت گزارنے کی خواہش پوری نہیں ہو سکتی۔ کیسے آپ کی خوشی ملیامیٹ کروں۔ یہ بتا کر کہ باہر سب کے سب ہمارے ساتھ جانے کو تیار بیٹھے ہیں۔"

وہ چپ چاپ سوچتی رہی۔ اسے بتانے کا حوصلہ نہ تھا، یہی سوچا کہ خود پتہ چل جائے تو بہتر ہے۔

☆ ☆ ☆

"کیا سسپنس پھیلا رکھا ہے عون تو نے۔ بتاتا کیوں نہیں کہ ہنی مون کے لیے جانا کہاں ہے؟"

اگلے دن وہ آفس کے لیے نکل رہا تھا جب نگہت نے اس کا رستہ روک کر بے تابی سے پوچھا۔

"یہ بھی کوئی بات ہے کہ کل روانگی ہے اور ہمیں پتہ تک نہیں کہ کہاں جانا ہے۔"

"جا کر بتا دوں گا۔"

"تمہیں سرپرائز کی پڑی ہے ادھر میرے بچے فکر مند ہو رہے ہیں۔ اماں کو الگ رات بھر تجسس کے مارے نیند نہیں آئی۔"

"میں کوئی بچہ تو نہیں جو کھو جاؤں گا۔ فکر کرنے والی کوئی بات نہیں۔"

"یہی تو امم کہہ رہا ہے کہ عون ساتھ ہے تو فکر والا کون سا بات اے۔" اوپر سے وگھمہ نے ٹھگو میں حصہ لیا۔

"پھر بھی پتہ چلے تو پیکنگ میں آسانی ہوتی ہے۔ اس جگہ کے موسم کے حساب سے کپڑے رکھنا پڑیں گے۔ تم منہ سے کچھ پھوٹو تو میں گھر کی راہ لوں، رکشہ پکڑوں۔"

"کمال ہے پھوپھو! آپ صرف میرے منہ سے یہ سننے کے لیے بیٹھی ہیں کہ ہنی مون کے لیے جانا کہاں ہے۔" وہ حیران ہوا۔ "اور پیکنگ کی فکر مت کریں، وہ میں نے اور زارا نے مل کر کر لی تھی۔"

"ہماری تو رہتی ہے نا۔۔۔ تم دو جی۔۔۔ مجھے تو اپنے ساتھ ساتھ بچوں کی بھی کرنی ہے لمبا کام ہے۔"

"ہاں اور امارا بھی لمبا کام ہے، یہ بچیاں ماڑا۔" وگھمہ نے پیشانی پہ ہاتھ مارا۔ "ماڑا بوت تنگ کرتا اے کپڑوں پہ۔"

"آ۔۔۔ آپ۔۔۔ آپ سب کی پیکنگ۔۔۔ وہ کس لیے؟" اس کے حلق سے پھنسی پھنسی آواز نکلی۔ جس پہ کسی کو توجہ دینے کا وقت نہ ملا۔

"اور سب سے زیادہ مصیبت تو اس بڈھی جان کی ہے۔" دادی نے اپنا واویلا شروع کیا۔

"میرے پاس تو "پچ" (ڈھنگ) کے چار جوڑے بھی نہیں۔ ذرا پہلے ہوا لگاتا اپنے منصوبے کی تو میں گرم کپڑے ہی سلوا لیتی۔ واپسی پہ جوڑوں کا درد ساتھ لگا کر لائی تو تیرا ذمہ۔"

"یہ اچھی دھونس ہے۔" وہ تڑپ کے کھڑا ہوا۔

"اتنی مصیبت ہے تو جانے کیا ضرورت ہے۔"

"لے، تو میں بڈھی جان ڈھنڈار گھر میں اکیلی پڑی کھانستی رہوں۔"

"میں تو کہہ رہا ہوں یہ سارا لشکر ہی لے جانے کی کیا ضرورت ہے۔" وہ ذرا سا بدلحاظ ہوا۔۔۔ کہ اس کے سوا کوئی چارہ بھی نہ تھا۔

"انسان موقع محل ہی دیکھ لیتا ہے۔" اس نے دبے

Aneela PakistaniPoint

الفاظ میں انہیں احساس دلانا چاہا۔۔۔ احساس تو سب کو ہوا مگر الگ الگ ڈھنگ سے۔

دادی نے پہلے سے سوجا ہوا منہ اور زیادہ پھلا لیا۔

نگہت اس کا اور ہی مطلب نکال بیٹھیں۔

"ویسے میرا بھی یہی خیال تھا۔ پھر سوچا خوامخواہ مجھے اکیلی کی وجہ سے ساروں کا پروگرام خراب ہو۔ عون تو صحیح کہہ رہا ہے۔ ہم نہیں جاتے۔ ویسے بھی میرے بچوں کے امتحان شروع ہونے والے ہیں۔ یہ تو پہلے بھی اپنے چاچوں کی طرح نکمے، موٹے دماغوں والے ہیں۔ نالائق۔۔۔ فیل ہی نہ ہو جائیں سپلیمنٹری کرنے میں۔" عون کی آنکھیں باہر کو ابل پڑیں۔ اسے اس جواب کی توقع کم از کم اپنی پھوپھی سے تو ہرگز نہیں تھی۔

"واہ، پھوپھو۔۔۔! اور یہ معاملہ فہمی، دور اندیشی۔۔۔" ابھی وہ اش اش کرنے ہی جا رہا تھا کہ وہ پھر بول اٹھیں۔

"ابھی یہ ہنی مون، منی مون رہنے ہی دے۔ آرام سے گرمیوں کی چھٹیوں میں چلیں گے، نہ فکر نہ فاقہ۔۔۔ ان کے چھٹیوں کے رجسٹر تو میں اپنی نند سے ویسے ہی چھٹیاں ختم ہونے سے ہفتہ پہلے بھروالیتی ہوں۔ اُس کی لکھائی بڑی خراب ہے، بالکل دوسری تیسری جماعت کے بچوں والی، مس کو شک نہیں ہوتا۔ گرمیوں میں چلیں گے، آرام سے ہفتہ دو ہفتہ رہیں گے۔"

"ہاں، یہ باجی نے بالکل ٹھیک کہا۔" وگمہ نے زندگی میں پہلی بار نند کی تائید کی۔ "چھٹیوں میں سیر کا مزہ آئے گا۔"

"خاک مزہ آئے گا۔ گرمیوں کی چھٹیوں میں چار پانچ مہینے باقی ہیں۔ تب تک تو سارا ہنی مون باسی ہو جائے گا۔"

"ہاں، ہنی مون ہے کہ کھٹی کڑھی۔۔۔ جو باسی ہو جائے گی۔ گرمیاں ٹھیک ہیں، سردیاں مجھے راس بھی نہیں آتیں۔"

"سوچا تھا، ویاہ کے بعد اس کی کڑواہٹ دور ہو گی۔ وہ ہٹی بھی رج کے سوہنی لائے بیٹھے بول بولنے والی۔ پر یہ ہے کہ ویسا ہی کوڑا کا کوڑا۔ (کڑوے کا کڑوا) پتہ نہیں تو نے اسے اپنا دودھ پلایا تھا کہ "نیسڑوڈے" کا عرق۔"

"ہائے اماں! اچھا یاد دلایا۔ میری بڑی والی کے منہ پر پاؤ پاؤ بھر کے مہاسے نکل آئے ہیں۔ ذہن میں ہی نہیں آ رہا تھا کہ لڑکپن میں آپ خون صاف کرنے کے لیے کون سی زہر جیسی کڑوی چیز پلایا کرتی تھیں۔ اب واپسی پہ حکیم جی سے عرق نکلوا کے لے جاتی ہوں۔"

اور پھر گفتگو کا رخ، حسن نکھارنے والے گھریلو دیسی ٹوٹکوں کی جانب مڑ گیا۔

☆ ☆ ☆

دوبارا اسے اپنے باس سے جھاڑ پڑ چکی تھی، مگر وہ بھی کیا کرتا۔ کام کی طرف دھیان رکھنے کی لاکھ کوشش کرتا لیکن گھر میں ہونے والی بدمزگی اس کے اندر ابال پیدا کر دیتی۔ اندر ہی اندر کھولتا وہ ہر کام الٹا سیدھا کر رہا تھا۔

"ایسا ہنی مون نہ دیکھا نہ سنا۔ عجیب لوگ ہیں۔ یوں کر رہے ہیں جیسے ابھی ابھی دنیا میں آئے ہوں۔ کیا انہیں اتنا بھی نہ پتا ہو گا کہ ہنی مون بمعہ اہل و عیال نہیں منایا جاتا۔ اب میں پوری گکھڑ منڈی اٹھا کے ساتھ لے جاؤں؟"

لنچ آور میں وہ اسی طرح بے بس مایوس سا اکیلا بیٹھا تھا جب کینیڈا سے اس کی خالہ حمیرا کا فون آ گیا۔

"اتنے اداس کیوں لگ رہے ہو؟"

"کیا بتاؤں۔۔۔" اس نے طویل سرد آہ بھری، جسے سن کر دوسری جانب موجود حمیرا کی ضرور کپکپی چھوٹ گئی ہو گی۔

"ارے بھئی، یہاں ویسے بھی غضب کی سردی ہے۔ برف پڑ رہی ہے اس پہ تمہاری سرد آہیں قلفی جما دیں گی۔ ہوا کیا ہے۔۔۔ ہماری بہو صاحبہ سے جھڑپ تو نہیں ہوئی۔"

"ہوئی تو نہیں، مگر ہو ضرور جائے گی۔" اس کا دل چاہ رہا تھا گھر جا کے سارا غصہ زارا پہ نکال دے۔ کہ

کیوں وہ اتنی اچھی لگتی ہے سب کو کہ کوئی اسے پل بھر کے لیے چھوڑنے پر تیار ہی نہیں۔

"نہ بابا! ایسا مت کرنا۔ شادی کو دن ہی کتنے ہوئے ہیں۔ لڑنے جھگڑنے کے نہیں، گھومنے پھرنے انجوائے کرنے کے دن ہیں۔ تم زارا کو لے کر کہیں گئے یا نہیں؟ چند دن مری سوات وغیرہ ہو آؤ۔"

"سوچا تو تھا۔ پھر مری اور سوات پر رحم کھاتے ہوئے یہ ارادہ کینسل کردیا۔" اس نے جلے بھنے انداز میں کہا۔

"کیا مطلب؟" حمیرا کی سمجھ میں نہ آیا۔

"تم کہو تو کینیڈا کا ٹکٹ بھیج دوں، میرے چاند! تمہاری شادی کا تحفہ اب تک مجھ پہ ادھار ہے۔ ہنی مون ٹرپ ہی سہی۔"

"ارے خالہ! اس محبت و عنایت کا بہت بہت شکریہ۔" وہ تکلیف دہ ہنسی ہنس دیا۔

"میں یہ تحفہ قبول کرکے آپ کو مشکل میں نہیں ڈالنا چاہتا۔ میرا ہنی مون ٹرپ آپ کو بہت مہنگا پڑنے والا ہے۔"

"کیسی بات مت کرو۔ میری کون سی اپنی اولاد ہے، مجیب صاحب نے اپنے بھانجے، بھتیجے یہاں سیٹ کیے ہیں۔ میں دو ٹکٹیں نہیں بھیج سکتی؟"

"بات دو ٹکٹوں کی نہیں۔ میرے ہنی مون کے قافلے کے لیے آپ کو درجن بھر ریٹرن ٹکٹ بھیجنے پڑیں گے۔" اس نے تفصیل سے دادی، پھوپھی اور چاچی کے ارادوں کے بارے میں بتایا۔ پہلے تو حمیرا دل کھول کے ہنسیں اور پھر افسوس کرتی رہیں۔

"آپا ہی عقل کرلیتیں۔ ابا جان درست کہتے ہیں کہ حسنہ کو اس کی ساس کی محبت لے ڈوبی۔ خیر، میں بات کرتی ہوں ان سے۔"

اس کے گھر پہنچنے تک حمیرا نے کام کر دکھایا تھا۔ نہ صرف حسنہ بات کی نزاکت کو بھانپ گئی تھیں، بلکہ انہوں نے مناسب الفاظ میں نند اور دیورانی کو بھی سمجھا دیا تھا۔

"ماڑا۔ کیسا خانہ خراب ہوا مارا، اتنا سا بات نہ

بیوٹی بکس کا تیار کردہ

سوہنی ہیئر آئل

★ گرتے ہوئے بالوں کو روکتا ہے،
★ نئے بال اُگاتا ہے
★ بالوں کو مضبوط اور چمکدار بناتا ہے
★ مردوں عورتوں اور بچوں کے لیے یکساں مفید
★ ہر موسم میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔

"سوہنی ہیئر آئل"
12 جڑی بوٹیوں کا مرکب ہے اور اس کی تیاری کے مراحل بہت مشکل ہیں لہٰذا یہ تھوڑی مقدار میں تیار ہوتا ہے۔ یہ بازار میں یا کسی دوسرے شہر میں دستیاب نہیں کراچی میں دستی خریدا جاسکتا ہے۔ ایک شیشی کی قیمت صرف 60/- روپے ہے۔ دوسرے شہر والے منی آرڈر بھیج کر رجسٹرڈ پارسل سے منگوالیں، رجسٹری سے منگوانے والے منی آرڈر اس حساب سے بھجوائیں۔

ایک شیشی کے لیے ___ 80/- روپے
2 شیشیوں کے لیے ___ 140/- روپے
3 شیشیوں کے لیے ___ 210/- روپے

نوٹ: اس میں ڈاک خرچ اور پیکنگ چارجز شامل ہیں۔
منی آرڈر بھیجنے کے لیے ہمارا پتا:

بیوٹی بکس 53 اورنگزیب مارکیٹ سیکنڈ فلور ایم اے جناح روڈ کراچی

دستی خریدنے والے حضرات سوہنی ہیئر آئل ان پتوں سے حاصل کریں

• بیوٹی بکس 53 اورنگزیب مارکیٹ سیکنڈ فلور ایم اے جناح روڈ، کراچی

• مکتبۂ عمران ڈائجسٹ 37 اردو بازار کراچی فون نمبر 7735021

Areeba PakistaniPoint

سمجھ آیا۔ چہ۔۔۔ چہ۔۔۔ بے چاری عون کیا کہتی ہوگی۔" وگمہ کو اب اپنے ساتھ جانے کی خواہش پہ شرمندگی ہو رہی تھی۔

"چلو ٹھیک ہے، ہم کہہ دیتے ہیں بچوں کی وجہ سے نہیں جاسکتے۔ تم دونوں بچہ لوگ انجوائے کرو۔ بات ختم، موڈ خود بخود ٹھیک ہو جائے گا اس کا۔" نگہت نے نکلنے کی تیاری پکڑی۔

"میں بھی کہہ دیتی ہوں کہ ہم تو مل کے مذاق کر رہے تھے ورنہ گھر بار چھوڑ کے کیسے جایا جاسکتا ہے۔" حسنہ نے کہا۔ "مگر نگہت، اماں جی۔۔۔ ان کا کیا ہوگا، وہ یہ بات سمجھیں گی؟"

"اب آپ جانیں، آپ کا کام۔" انھوں نے اس مشکل کام سے اپنی جان چھڑائی اور سارا بار اس کے کاندھوں پہ ڈالتے ہوئے کاندھے پہ اپنا بیگ لٹکایا۔

"نی۔۔۔ نگہت۔۔۔! تو کہاں چلی؟ کتنی اتاولی ہو رہی ہے پیکنگ کرنے کے لیے۔ پہلے عون کو تو آنے دے، پتہ چلے، روانگی ہے کدھر کی؟" دادی چپل گھسیٹتی وہیں چلی آئیں۔

"کہیں کی بھی ہو اماں! دعا کرو خیر سے جائیں اور ساتھ خیریت کے واپس آئیں۔

ہاں اماں جی! ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ انہیں اکیلے جانے دیں۔ ہم سب کا ساتھ جانا مناسب نہیں ہے۔"

"تو نہ جائیں سارے کے سارے۔ میں کب کہتی ہوں جتھے کا جتھا ساتھ ہو لے۔ نگہت اور پٹھانی کے بچے اسکولوں میں پڑھتے ہیں۔ مجھے تو پسند بھی نہیں آیا تھا کہ یہ بچوں کو چھٹیاں کرا کے سیر سپاٹے کریں۔ چل حسنہ تو اور میں چلے چلتے ہیں۔"

"اماں جی!" حسنہ زچ ہو اٹھیں۔

"میں بھی کیسے جاسکتی ہوں۔ عون کے ابا اکیلے کیسے رہیں گے۔ ان کا کھانا پینا۔ اب خدارا یہ مت کہہ دیجیے گا کہ وہ بھی کام دھندا چوپٹ کر کے ہمراہ ہو لیں۔"

"نہ جاؤ، تم سارے مصوف بندے۔" وہ خفا ہو گئیں۔

"اپنے کام زیادہ پیارے ہیں تم لوگوں کو، پروا نہیں۔۔۔ ہائے۔۔۔ بے چارے نمانے اکیلے جائیں گے؟ میں ساتھ جاؤں گی اپنے عون اور زارا کے۔ بڈھی ہڈیوں میں ابھی اتنی جان ہے کہ اپنے بچوں کی حفاظت کر سکوں۔"

"وہ نہ تو محاذ جنگ پہ جا رہے ہیں، نہ کسی جنگل بیابان میں۔۔۔ نہ ہی اتنے ننھے منے ہیں کہ رستہ بھٹک جائیں گے۔ آپ سمجھتی کیوں نہیں۔ وہ "ہنی مون" پہ جا رہے ہیں۔۔۔ ہنی مون پہ۔۔۔ ہم میں سے کسی کا ساتھ جانا مناسب نہیں ہوگا۔" حسنہ نے ایک ایک لفظ پہ زور دے کر کہا کہ شاید بات ان کی عقل میں سما جائے، مگر نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات۔

"لے، تو میں کیا ان کا "ہنی مون" چھین کے کھا جاؤں گی۔ ہم تینوں مل کے نہیں منا سکتے "ہنی مون"؟"

ان کے بھولپن سے کہے اس جملے پہ تینوں کو اپنی ہنسی روکنا محال ہو گیا۔

"ادھر قہقہے ابل رہے ہیں۔۔۔ میرے ارمانوں پہ اوس گرا کے چراغاں کیا جا رہا ہے۔"

عون نے اندر قدم رکھتے ہوئے تلخی سے سوچا۔ زارا اسے کہیں دکھائی نہیں دی۔ وہ بے دلی سے دادی کے آگے سر جھکا کے پیار لینے لگا۔ سیدھا ہوا تو چادر میں لپٹی، بیگ کاندھے پہ ڈالے اور بچوں کو ہانکتی ہوئی پھوپھی پہ نظر پڑی تو چونکا۔

"لو بھئی ہم تو چلے، یہ تو تم نے بتایا نہیں کہ کہاں جا رہے ہو۔ مگر جہاں بھی جاؤ، پہنچ کر خیریت کا فون ضرور کرنا اور ہاں۔۔۔ زارا کا خیال رکھنا۔"

"جی۔۔۔؟"

"ہاں بھئی۔ بہت اگلوانے کی کوشش کی مگر تم نے منہ سے بھاپ نہ نکالی۔" حسنہ نے کہا۔ "یہاں تک کہ ہم سب نے تمہارے ساتھ جانے کا شوشہ بھی چھوڑ دیا۔"

"شوشہ؟" اس کے دل کو سہارا ہوا۔

"اور کیا، خو۔۔۔ تم سمجھتی ہو سب ایسا پاگل ہے۔ کہ تم دونوں کے ساتھ چل پڑے گا۔ کہاں

Aneela PakistaniPoint

ہڈیاں جڑ جائیں گی اور عون! تجھے بھی تو زلہ فٹ لگ جاتا ہے۔ رہن دے تو برفباری۔۔۔ کیلنڈر میں دیکھ لے اتنا ہی شوق ہے تو۔"

"عون! بچہ تم سوات چلے جاؤ۔" وکمہ نے مشورہ دیا۔

"امارا تایا جان ادھر رہتی ہے۔ ان کے گھر جانا تمہارا بوت خدمت ودمت کرے گی۔ اچھا اچھا کھانا پکا کر کھلائے گی۔"

"کون تمہارا تایا؟" دادی نے گھورا۔

"نہیں ماڑا۔۔۔ ان کی عورتیں۔"

"بیڑا غرق، کتنی عورتیں رکھ چھوڑی ہیں بڈھے نے؟"

"ایک تو انہیں ایک اپنے سوا، سارا جہاں بڈھا نظر

سنجیو کپور کی کتاب "کھانا خزانہ" کی کامیابی کے بعد لذیذ کھانوں کی ترکیبیں

انڈین کھانے

سنجیو کپور

قیمت : 250/- روپے

ڈاک خرچ : 30/- روپے

آج ہی گھر بیٹھے منگوانے کے لئے 280/- روپے کا منی آرڈر یا ڈرافٹ ارسال کریں۔

منگوانے کا پتہ

مکتبۂ عمران ڈائجسٹ

37۔ اردو بازار۔ کراچی

فون: 2216361

Aneela PakistaniPoint

بیٹی بجنے" وکمہ کی بات پہ اس نے سکون کا سانس لیا۔

دادی البتہ وکمہ اور حسنہ کو دیکھ کر بُرے بُرے منہ بنا رہی تھیں۔ اس پہ عون نے توجہ اس لیے نہ دی کہ یہ معمول کی بات تھی۔ اپنی بہوؤں کو دیکھ کر "اچھے" بنانے کی ان کی عادت کبھی بھی نہ رہی تھی۔

وہ خوشی خوشی اپنے کمرے کی جانب لپکا۔ زارا کے چہرے پر البتہ ایسی کسی مسرت کے اثرات نہ تھے۔

"اب تمہارا منہ کیوں لٹکا ہوا ہے۔۔۔ مایوسی ہو رہی ہے اپنی "فرینڈز" کے نہ جانے پہ۔" وہ بدگمان ہوا۔

"نہیں، ایسی تو کوئی بات نہیں، وہ۔۔۔ وہ دراصل میں۔۔۔ میں دادی کے ساتھ بازار جا رہی ہوں۔"

"دادی کے ساتھ۔۔۔؟ کہاں گھسیٹتی پھرو گی انہیں۔ میں لے جاتا ہوں اگر تم پسند کرو۔۔۔ میرا مطلب ہے کہ اگر دادی کے بجائے میرا ساتھ تمہیں منظور ہو تو۔"

"مگر شاپنگ دادی کو کرنا ہے۔ انہیں کچھ گرم شالیں اور بند جوتا لینا ہے۔"

"تم اپنا کام نمٹاؤ، ہمیں صبح صبح نکلنا ہے۔" وہ اٹیچی کیس کھول کے اس کی پیکنگ کا جائزہ لینے لگا۔ "وہ کل کسی نہ کسی کے ساتھ چلی جائیں گی۔"

"مگر کل انہیں۔۔۔ کسی نہ کسی کے ساتھ نہیں، بلکہ ہمارے ساتھ جانا ہے۔ یہ شاپنگ اسی سلسلے میں ہو رہی ہے۔" بالآخر زارا نے بتا دیا۔

عون کتنی دیر خالی خالی نظروں سے اسے دیکھتا رہا پھر کسی موہوم سی امید کے سہارے بولا۔

"وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ سب مذاق تھا زارا! امی نے خود بتایا ہے۔ ان میں سے کوئی بھی ہمارے ساتھ نہیں جا رہا۔"

"مگر دادی جا رہی ہیں۔" اس نے یوں نظریں چرائیں جیسے یہ قصور اس کا ہو۔

وہ سر تھام کے بیٹھ گیا۔

☆ ☆ ☆

"کوئی مری شری نہیں جانا، اتنی ٹھنڈ ہے۔ میری تو

آتا ہے۔" حسنہ زیر لب بڑبڑائیں۔
"اوہو اماں جان! ہمارا مطلب ہے ان کے گھر کی عورتیں۔۔۔ ہماری تائی۔۔۔ ان کا بیٹی، بہو اور چاکریاں، سچی، تم دونوں اور بوت مزہ کرو گے۔ اتنا خوبصورت خوبصورت لوگ۔۔۔ اتنا پیارا پیارا جگہ۔۔۔"
"اور اتنا خطرناک خطرناک راستہ۔" حسنہ نے اسی کی تان اور لے میں جواب دیا۔ "نہیں عون کوئی سوات وغیرہ نہیں جائے گا۔ بہت خطرناک پہاڑی راستہ ہے۔ میں ہرگز اجازت نہیں دوں گی۔"
"تو آپ ہی فیصلہ سنا دیجئے۔" عون نے کمال بے چارگی لہجے میں سمو کر کہا۔
"کراچی ہو آؤ۔" حسنہ نے کن اکھیوں سے ساس کو دیکھ کر کہا۔ جانتی تھیں اگر عون وہاں گیا تو وہ ضرور ساتھ جانے سے انکار کر دیں گی۔ اپنے سمدھی سے ان کا ازلی بیر تھا۔ خوب سوچ سمجھ کے انہوں نے کراچی کا نام لیا تھا۔
"خبردار، نام بھی مت لینا وہاں کا۔ ننھیال والے ہیں وہ۔۔۔ اور اتنی اکڑ۔۔۔ خود آ کر دعوت دینے کے بجائے وہاں بیٹھے بلاوے بھیج رہے ہیں۔ توبہ۔۔۔ کوئی طریقہ سلیقہ نہیں ہے تمہارے میکے والوں میں۔ میرا عون اور اس کی دلہن اتنے ہلکے نہیں جو زبانی اور پھیکے دعوت نامے پہ دوڑے دوڑے جائیں بابا جی کے پاس۔"
"ابا جان کی طبیعت سفر کرنے کے قابل کہاں؟ وہ تو شادی پہ بھی مشکل سے آئے تھے۔"
"تو نہ آتا۔ یہاں کون ترسا بیٹھا تھا، ہڈیاں گننے کو۔ اور اگر ہانپتا کراہتا آ ہی گیا تھا تو تب دعوت دے جاتا۔"
"مرد یہ باریکیاں کیا جانیں۔" حسنہ رونے والی ہو گئیں۔ دادی کے الفاظ ان کے والد کے بارے میں اتنے ہی ہتک آمیز ہوتے تھے۔ "بھائی بھی نہیں آ سکتا۔ بھابھی پورے دنوں سے ہیں۔"
"ایک تو یہ پتہ نہیں کون سے پورے دن ہیں۔ جو پچھلے دس بارہ سالوں سے پورے ہی نہیں ہو رہے۔ بڑی جی دار عورت ہے بھئی۔ ادھر اس کی نند ہے ہر ایک پہ ہی بس کر کے بیٹھ گئی۔"
"اب یہ کوئی قصہ ہے چھیڑنے والا۔" حسنہ لاکھ معاملہ فہم سہی، بالآخر بھڑک ہی اٹھیں۔ "اور وہ بھی جوان بچوں کے سامنے۔ نہیں کہتی میں عون سے کراچی جانے کو۔۔۔ اب تو یہ کہے گا تب بھی نہیں۔"
"بس فیصلہ ہو گیا، ہم تینوں گگھڑ جائیں گے، ملک بصیر کے پاس۔"
"کیا۔۔۔؟ دادی وہ کوئی جگہ ہے جانے کی۔" وہ صدمے سے نڈھال ہو گیا۔ جانتا تھا اب دادی منہ سے یہ بات نکال چکی ہیں تو جا کے دکھائیں گی۔
"جانے کی؟ چھلیا وہ تو جا کے بسنے کی جگہ ہے۔ ہماری ساری برادری ادھر ہے۔ ہائے۔۔۔ میرے بچپن کی سنگی سہیلیاں۔۔۔ زارا کو ان سب سے ملواؤں گی۔"
"یعنی اس کا ہنی مون "مائیوں" سے میٹنگ کرتے گزرے گا۔" حسنہ مایوس ہو کے وہاں سے اٹھ گئیں۔
"میں تیرے چاچے کو فون کرتی ہوں۔ رانی بڑی خوش ہو گی تیرے آنے کا سن کر۔ "پیلاں" ڈالتی پھرے گی۔" وہ فون کرنے اٹھ کھڑی ہوئیں۔ وگھ نے عون کے شانے پہ ہمدردی۔ سے ہاتھ رکھا۔
"شکر کرو، اماں جی تم کو گگھڑ لے کر جاتا ہے۔ اگر تم ان کو مری لے جاتی تو تمہارے ہنی مون کا تو ہو جاتا خانہ خراب۔۔۔ سارا وقت وہ تمہارے سر پر سوار رہتا۔ نہ تم باہر گھوم پاتی نہ چین کا سانس لے پاتی۔ اور کا سردی بھی اماں جی کو بیمار کر دیتا۔ پھر تم کو ان کی پتی (پٹی) سے لگ کر تیمارداری بھی کرنا پڑتا۔۔۔ شکر کرو تم گگھڑ جاتی۔"
اس نے اپنے ہی ڈھنگ سے تسلی دی۔ جس نے عون کے ڈوبتے دل کو گزارے لائق سہارا بھی نہ دیا۔ وہ شاکی نظروں سے اپنی چاچی کو دیکھنے لگا۔
"بچہ نہیں ہوں میں۔ مت بہلائیے۔"

Aneela Pakistani Point

"اوچ کہہ رہا ہے بچہ! ذرا سوچو" اور گگھڑ میں اماں جی کی سہیلیاں' بھابیاں' بہنیں۔۔۔ اور ان کا خوب دل لگتی۔ اور جا کے' اپنے رشتہ داروں اور سہیلیوں میں وہ تم کو اور زارا کو بھول جائے گا۔ تم زور بھی دے کر کہو تو وہ تمہارے ساتھ باہر سیر کرنے نہیں جائے گا۔ اماں جی کو باتوں کا چسکہ اے۔ وہ آور پورا ہوگا۔ اور تم بھی وہاں آزاد ہوگا۔ جدر مرضی گھومنا پھرنا۔"

"جدھر مرضی۔۔۔" عون نے منہ بگاڑا۔۔۔ "وہاں گھومنے پھرنے کے لیے ہوگا کیا۔" مزید کچھ کہتے کہتے وہ رک گیا۔

اچانک ایک خیال بجلی کی طرح ذہن میں کوندا تھا اور اس کی سیاہ آنکھوں کو جگمگا گیا تھا۔

☆ ☆ ☆

ٹھیک ایک گھنٹے بعد ٹرین کا وقت تھا۔ سب کی تیاری مکمل تھی۔ ٹیکسی تک باہر کھڑی تھی مگر دادی تھیں کہ نکلتے نکلتے بھی کچھ نہ کچھ یاد آجاتا۔

"گھٹنوں پہ چڑھانے والا گرم کپڑا اور بام رکھی ہے نا۔۔۔ اور۔۔۔ میری پھوپھی کی پوتی جس کے گھر آھواں بیٹا ہوا ہے۔ اس کے لیے پنجیری بنائی تھی۔ وہ ڈبہ بھی رکھا ہے یا کراچی اپنی بھابھی کو بھیجنے کے لیے الگ کرلیا ہے۔ وہ بھی تو "تیاری" میں ہے۔"

"سب رکھا ہے اماں جی۔۔۔ جو جو آپ نے رکھوایا' سب رکھ دیا ہے۔ بے کار سے بے کار چیز بھی۔ آپ بسم اللہ کرکے باہر تو نکلیں' ٹیکسی والا کھڑا ہے۔" حسنہ نے ہاتھ جوڑ ڈالے۔

"کھڑا ہے تو کیا میں گودی اٹھالوں جا کر کاکے کو۔"

اچانک حسنہ پہ بگڑتے بگڑتے ان کی نظر زارا کے پیروں کی جانب گئی۔

"ستیاناس' یہ کیسی منحوس ماری جوتی پہنی ہے تو نے آگے کو چونچ نکلی ہوئی ہے۔"

انہوں نے اس کے نئے فیشن کے لمبوترے منہ والے جوتے پہ ناپسندیدگی ظاہر کی۔

"جا شاباش میری بچی! جا کے بدل کر آ' مجھے اس جوتی کو دیکھ دیکھ کر ہول اٹھ رہے ہیں۔ ایسے جیسے کسی کتے نے زبان باہر نکالی ہو۔ کوئی بھلی شکل کی چپل پہن کر آ۔"

اللہ اللہ کرکے وہ ٹیکسی میں سوار ہوئیں۔ راستے بھر ڈرائیور کو زچ کیے رکھا۔ پھر قلی سے لڑنے پہ آمادہ ہوگئیں۔ ٹرین میں بھی یہی دل جلانے والے مشغلے جاری رہے۔

زارا نے کن انکھیوں سے عون کو دیکھنا چاہا۔ اس کا اندازہ تھا وہ اندر ہی اندر کھولتے ہوئے غصے سے لال پیلا ہو رہا ہوگا۔ مگر وہاں ایک سکون کا عالم تھا۔ وہ حیران ہوئی۔ اسی پل عون نے گردن موڑ کے اسے دیکھا اور اس کی حیرت محسوس کرکے مسکرا دیا۔ اس مسکراہٹ پہ زارا کی آنکھیں اور پھیل گئیں۔

عون نے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب تھپتھپائی' جس میں ٹکٹ رکھے تھے۔

"اتنی حیران مت ہو میری جان۔" وہ دل ہی دل میں اس سے مخاطب ہوا۔

"میرا دماغ نہیں گھوما' نہ ہی میں پاگل ہوگیا ہوں۔ یہ سکون اس لیے ہے کہ میری جیب میں یہ ٹکٹیں موجود ہیں۔ راولپنڈی' اسلام آباد کی۔ گگھڑ ایک دن رکنے کے بعد ہم وہاں کے لیے روانہ ہوجائیں گے۔ رانی چاچی سے میری بات ہوگئی ہے۔ دادی کو وہ ایسا الجھائیں گی ان کے رشتے داروں میں کہ انہیں ہمیں روکنے کی یا سوال کرنے کی بھی فرصت نہ ملے گی۔ پھر ہم ہوں گے' اور پورا ایک ہفتہ۔ دو دن اسلام آباد جیسے پرسکون شہر میں اور چار دن مری کی خنک فضاؤں میں۔ رہیں دادی۔۔۔ تو باقی کے دو دن گگھڑ میں ان کو منانے میں گزار دیں گے۔ بھئی آخر بزرگوں کے بھی کچھ حقوق ہیں۔"

اس کی مسکراہٹ گہری ہوگئی تھی۔

Aneela Pakistanipoint